ابو تراب علامہ
ناصر الدین ناصر مدنی

تذکرہ سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت وہ عظیم روحانی شخصیت ہے جو کسی تعارف کی محتاج نہیں لاکھوں انسانوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نورِ ایمانی وفیض روحانی سے بے شمار برکتیں حاصل کیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔ان شاء اللہ عزوجل

ولادت باسعادت

جائے ولادت:۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جائے ولادت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے بعض روایات کے مطابق آپ مقام سنجر میں پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت سجستان میں ہوئی۔ دیگر روایات میں آپ کی جائے ولادت سنجار نزد موصل بتائی جاتی ہے اور کچھ کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنجار اصفہان کے قریب پیدا ہوئے اور ایک روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنوبی ایران کے علاقے سیستان میں پیدا ہوئے۔

سن ولادت:۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سن ولادت میں بھی کافی اختلاف ہے۔بعض روایات کے مطابق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سن ولادت ۵۲۳ھ ہے اور بعض کے مطابق ۵۲۷ھ ہے کچھ روایات میں آپ کا سن ولادت ۵۲۵ھ بتایا گیا ہے اسی طرح دیگر روایات میں ۵۳۵ھ، ۵۳۶ھ اور ۵۳۰ھ بھی بتایا گیا ہے۔

الغرض حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالم اسلام میں رحمت بنا کر تشریف لائے

۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اپنی والدہ ماجدہ ام الورا ع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے شکم مبارک میں تھے تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ بہت اچھے اچھے خواب دیکھا کرتی تھیں گھر میں خوب و برکت کا دور دورہ تھا اور فکر و پریشانی سے نجات و امن تھا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ اکثر اپنے شکم مبارک سے تسبیح و تہلیل کی آوازیں سنا کرتی تھیں جسے سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا پر ایک وجد و سرور کی کیفیت طاری ہو جایا کرتی یہاں تک کہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی تو پورا مکان انوار الٰہی کی تجلیات سے جگمگا اٹھا۔

نام مبارک: ۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام مبارک معین الدین حسن ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین پیار سے آپ کو "حسن" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

القاب مبارک: ۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سلطان الہند اور حضرت خواجہ غریب نواز کے القاب سے مشہور و معروف ہوئے۔

نسب مبارک: ۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسلی اعتبار سے صحیح النسب سید تھے ۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسنی حسینی سید ہیں والد کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرہ عالیہ بارہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

والد کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسب نامہ یہ ہے خواجہ معین الدین بن خواجہ غیاث الدین بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

والدہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ بی بی ام الوارع الموسوم بہ بی بی ماہ نور دبی بی

خاص الملکہ بنت سید داؤد بن حضرت عبداللہ حنبلی بن سید زاہد بن مورث بن سید داؤد بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سید حضرت امام حسن بن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

والدین کریمین: حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت خواجہ غیاث الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے ایک عظیم روحانی بزرگ تھے جو اپنے زہد و تقویٰ، علم و فضل میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ بھی ایک باحیاء، باکردار، عابدہ، زاہدہ خاتون تھیں۔ آپ کے والدین بے حد دولت مند ہونے کے باوجود زہد و قناعت کے مالک تھے۔

تعلیم و تربیت کا ابتدائی دور: جس دور میں حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنکھ کھولی وہ بڑا پرفتن و پرآشوب تھا۔ سیاسی انتشار نے سنگین صورت اختیار کر لی تھی ہر طرف لوٹ مار، قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا چنانچہ اس بے رحمی و سفاکی کی نازک خون آشام فضا میں حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت غیاث الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وطن چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے گھر والوں کو لے کر خراسان تشریف لے گئے پھر وہاں حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم و تربیت کے لئے اس وقت کے بہترین اساتذہ مقرر کئے گئے پھر اچانک ایک دن عظیم سانحہ آپ کے قلب مبارک پر گزرا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفقت پدری سے محروم ہو گئے اس وقت حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک تقریباً پندرہ برس تھی۔ ایسے نازک لمحات میں جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی متاع عزیز والد ماجد کی جدائی پر اداس و مغموم رہنے لگے تو ایسے نازک لمحات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ ام الورع نے اپنے لخت جگر کو سہارا دیا ان کی ڈھارس بندھائی انہیں ایک نیا عزم و حوصلہ دیا کہ زندگی کے طویل سفر میں نجانے کن کن دقتوں اور مشقتوں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اگر شروع میں ہی ہمت ہار بیٹھے تو اپنے والد کے خواب کی تعبیر کو حاصل نہیں کر سکو گے۔

والدہ ماجدہ کی استقامت ڈھارس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کافی حوصلہ دیا اور یوں آپ نے اپنی تمام تر توجہ حصول علم کی طرف مبذول فرمادی اور ذوق وشوق کے ساتھ حصول علم کے مرحلے طے فرمانے لگے لیکن ابھی سال بھر کا ہی وقفہ گزرا تھا کہ ایک اور المناک سانحہ سے دوچار ہونا پڑا آپ کی باحوصلہ والدہ ماجدہ بھی اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حیات تھے اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتدائی تعلیم وتربیت کا اہتمام گھر پر ہی آپ کے والد ماجد کی زیر نگرانی ہوا جو خود اپنے وقت کے ایک بڑے عالم، فاضل شخصیت تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قرآن پاک کا حفظ مکمل ہو گیا تو اس کے بعد سنجر کے ہی ایک مکتب میں آپ کو علم حدیث، تفسیر فقہ کی تکمیل کے لئے داخل کروادیا گیا جہاں کچھ ہی عرصہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کافی علم حاصل کر لیا پھر اس کے بعد حصول علم کے لئے طویل سفر اختیار کئے

حضرت سلطان الھند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ الٰھی اور دربارِ رسالت ﷺ میں مقبولیت

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پیر ومرشد حضرت عثمان ہرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم تبلیغ دین کے لئے سفر کا آغاز فرمایا مگر اس سے پہلے حضرت عثمان ہرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لے کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور طواف کعبہ سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہ الٰہی میں عرض گزار ہوئے یا اللہ معین الدین حاضر ہے اپنے اس عاجز بندے کو شرف قبولیت عطا فرما۔ جواب میں ایک غیبی آواز سنائی دی ہم نے اسے قبول کیا ہاں یہ معین الدین ہے۔

پھر حضرت عثمان ہرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لے کر دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم ارشاد فرمایا معین الدین سرورِ دوعالم ﷺ کے حضور سلام پیش کرو چنانچہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

رقت قلبی کے ساتھ سلام پیش کیا "السلام علیکم یا سید المرسلین ﷺ" جواباً روضہ رسول ﷺ سے جواب آیا "وعلیکم السلام یا سلطان الہند" اس خوش بختی پر حضرت عثمان ہرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید خاص حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مبارک باد دی اور ارشاد فرمایا کہ معین الدین مبارک ہو تم واقعی بہت خوش بخت ہو کہ تمہیں بارگاہ الٰہی اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی بارگاہ میں قبولیت کی سند عطا ہوئی اب تم تبلیغ دین کے لئے اپنے سفر کا آغاز کر دو اور ہند جا کر اسلام کا نور پھیلا کر کفر و شرک کی تاریکیوں کو مٹا دو۔

سفر کا آغاز:۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سفر کا آغاز اپنے پیر و مرشد حضرت عثمان ہرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے ہند کی سرزمین سے کیا۔ حضرت عثمان ہرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید خاص حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ارشاد فرمایا "معین الدین ہند میں اگرچہ کفر و شرک کا گھٹا ٹوپ اندھیر چھایا ہوا ہے مگر تمہیں دربارِ رسالت ﷺ سے سلطان الہند کا لقب عطا کیا گیا ہے تم اس بت خانہ ہند میں توحید و اسلام کی شمع روشن کرنے میں ضرور کامیاب ہو گے اور اس سرزمین کے تم ہی سلطان کہلاؤ گے۔"

اپنے پیر و مرشد حضرت عثمان ہرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت لے کر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ حجاز مقدسہ کا سفر اختیار کیا پہلے حج کی سعادت حاصل کی پھر روضہ رسول ﷺ پر حاضری دی اس کے بعد مختلف ممالک کے سفر کا آغاز کیا۔

حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات

سفر بغداد کے دوران سنجار کے مقام پر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گوشہ نشین صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ جانباز مومن بھی تھے اولیائے کرام میں آپ کا مقام بہت بلند ہے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً ڈھائی ماہ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

صحبت پاک سے مستفید ہوتے رہے اور ڈھیروں فیوض و برکات حاصل کیئے۔

حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالی عنہ سے ملاقات

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد شریف پہنچ کر حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ بہت شفقت و محبت اور مہربانی کا انداز اختیار فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ غوثیت سے خوب برکتیں حاصل کیں یہاں تک کہ بغداد سے رخصت ہوتے وقت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا خرقہ با کرامت بھی مرحمت فرمایا۔

خواجہ ابو سعید تبریزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ملاقات:۔

بغداد کے بعد حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "تبریز" تشریف لے گئے اور وہاں حضرت خواجہ ابوسعید تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات اور ان کی صحبت میں وقت گزارنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن کے فیوض و برکات کا ہر جگہ شہرہ تھا گو کہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ ابوسعید تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت بابرکت میں بہت کم عرصہ رہے مگر پھر بھی ڈھیروں فیوض و برکات حاصل کیئے۔

شیخ محمود اصفہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ملاقات

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اصفہان پہنچ کر وہاں کی عظیم روحانی شخصیت حضرت شیخ محمود اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کی صحبتوں سے خوب فیضیاب ہوئے۔

خرقان کا سفر:۔ اصفہان کے بعد حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تبلیغ دین کے لئے خرقان تشریف لے گئے یہاں پر اپنے وعظ و تبلیغ سے بے شمار لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل فرمایا

یہاں تک کہ اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔

شیخ ناصر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایران کے شہر استر آباد بھی لے گئے جہاں ایک بڑے پائے کے مرد کامل حضرت شیخ ناصر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام فرما تھے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب ان بزرگ کے بڑے بڑے کمالات دیکھے تو بہت متاثر ہوئے اور کافی عرصہ ان بزرگ کی صحبت میں رہ کر روحانی فیض حاصل کرتے رہے۔

ہرات کا سفر: ۔استر آباد کے بعد حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایران کی سرحد کے قریب ہرات تشریف لے گئے جو افغانستان کا ایک شہر ہے وہاں مشہور بزرگ حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک بھی تھا حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ رات ہوتے ہی حاضر ہوتے اور وہیں ساری رات ذکر و عبادت میں مشغول رہتے یہاں تک کہ فجر ہو جاتی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے آپ کی اس عبادت و ریاضت کو دیکھ کر بہت جلد لوگوں میں دھوم مچ گئی اور ہر وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا۔ چنانچہ اس کثرتِ ہجوم کے سبب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت و ریاضت میں خلل پڑنے لگا لہٰذا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجبوراً یہاں سے تشریف لے گئے۔

سبزوار کا سفر: ۔حضرت سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہرات سے سبزوار تشریف لے آئے اور یہاں تبلیغ دین کا فریضہ انجام دینے لگے۔ سبزوار کا حاکم جو ایک فاسق، فاجر اور انتہائی ظالم شخص تھا اور مخلوقِ خدا اس سے بے حد تنگ تھی چنانچہ وہاں کے مقامی باشندوں کی فریاد رسی پر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی نگاہ کرامت سے اس کے دل کی دنیا کو زیر و زبر کر دیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ ولایت کے اثر سے کل کا فاسق و فاجر حاکم سبزوار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے در کا بھکاری بن گیا اس نے سارا مال و دولت مخلوقِ خدا میں لٹا دیا اور دنیا سے بیزار ہو گیا یہاں تک کہ اپنی

بیبیوں کو بھی طلاق دے دی۔

حصار شادماں کا سفر:۔ جب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سبزوار سے تشریف لے جانے لگے تو حاکم سبزوار نے بھی آپ کے ساتھ رخت سفر باندھ لیا اس کی دلی تمنا تھی کہ اب آخری سانس تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں مشغول رہونگا چنانچہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سبزوار سے حصار شادماں تشریف لے گئے تو حاکم سبزوار یادگار محمد بھی آپ کے ہمراہ تھا مگر یہاں پہنچ کر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یادگار محمد کو اسی جگہ پر رہ کر تبلیغ دین کرتے رہنے کا حکم ارشاد فرمایا اور خود کچھ عرصہ بعد یہاں سے تشریف لے گئے۔

احمد خضرویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلخ تشریف لائے تو وہاں کے عظیم بزرگ حضرت احمد خضرویہ کی خانقاہ میں قیام فرمایا اور خوب فیض اور برکتیں حاصل کیں یہاں پر مولانا حکیم ضیاء الدین بلخی رہتے تھے جو ایک بڑے عالم تھے مگر تصوف کے قائل نہ تھے چنانچہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک موقعہ پر اپنے کھانے میں سے کچھ ان کو کھانے کو دیا جس کو کھاتے ہی مولانا کے دل و دماغ میں چھائی تاریکی دور ہوگئی اور وہ تصوف کے قائل ہو گئے۔

غزنی کا سفر:۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بلخ کے بعد کچھ عرصہ تک غزنی میں بھی قیام یہی وہ مبارک جگہ تھی جہاں آپ کو دیدار رسول ﷺ کا جام پینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی دعاؤں سے نوازا اور تبلیغ دین کے لئے ہندوستان جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ کو دربارِ رسالت ﷺ سے سلطان الہند کا لقب عطا فرمایا گیا اور اب ہندوستان جانے کا حکم ارشاد فرمایا گیا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے ہندوستان کی جانب روانہ ہو گئے۔

لاھور کا سفر:۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاہور پہنچ کر سب سے پہلے مشہور و معروف بزرگ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش کے مزار مبارک پر حاضری دی اور یہاں چلہ کشی فرمائی اور پھر بے شمار فیوض و برکات حاصل کیں۔

ملتان کا سفر:۔لاہور سے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان تشریف لائے یہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچ سال قیام فرمایا اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنسکرت زبان سیکھی یہ زبان سیکھنا اس لئے بھی ضروری ہوا کہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اب عنقریب ہندوؤں کو دعوتِ اسلام دینی تھی اور سنسکرت ان کی قومی زبان تھی لہٰذا ان کی اس زبان سے آگاہی از حد ضروری تھی۔

دھلی کا سفر:۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانچ سال ملتان شریف میں گزارنے کے بعد دہلی تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مختصر عرصہ ہی قیام فرمار ہے اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجمیر شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

اجمیر شریف کا سفر:۔دہلی سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجمیر شریف تشریف لائے اور پھر اس شہر کو اپنی مستقل صحبت بابرکت کا شرف عطا فرمایا اجمیر ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تبلیغ دین کا مستقل مرکز بنا جہاں آپ نے بت پرستوں کو خدا کی وحدانیت کا پیغام سنایا۔اجمیر کے نواح میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی خانقاہ تعمیر فرمائی جو گھاس پھونس کی ایک مختصر اور سادہ سی جھونپڑی پر مشتمل تھی اس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مختصر سے سامان ایک نماز کا مصلیٰ ،ایک پانی کا برتن اور ایک جوڑا لباس کے ساتھ قیام فرما تھے۔

ازدواجی زندگی:۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام عمر شادی نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا مگر پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا یہ فیصلہ تبدیل کرنا پڑا۔ایک شب خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے حضور اکرم ﷺ نے خواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سے ارشاد فرمایا ''اے معین الدین! تو ہمارے دین کا معین ہے تجھے ہماری سنت ترک نہیں کرنی چاہیے۔'' چنانچہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرمان مبارک کے مطابق ازدواجی زندگی کو اختیار فرمایا۔

اولادکرام:۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو شادیاں فرمائیں پہلی زوجہ کے بطن سے دو صاجزادے خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ایک بی بی صاجزادی حافظہ جمال تولد ہوئیں جبکہ دوسری زوجہ کے بطن سے ایک صاجزادے شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے۔

وصال مبارک:۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال مبارک ۶ رجب ۶۲۷ھ بمطابق ۲۱ مئی ۱۲۲۹ء بروز پیر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پورے دن تمام نمازیں باجماعت ادا فرمائیں اور درس کا سلسلہ بھی معمول کے مطابق فرمایا پھر ۶ رجب بعد نمازِ عشاء حسب معمول اپنے حجرے کا دروازہ بند کرلیا اور کسی کو بھی اندر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ باہر خدمت گار اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے اور کچھ سونے کی تیاری کررہے تھے اچانک ان کے کانوں میں ہیبت و جلال سے بھرپور ذکر الٰہی کی ایسی صدا گونجی کہ ایسی صدا انہوں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارعب بلند آواز سے ذکر کررہے تھے یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آپہنچا پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز آنا بند ہوگئی حتیٰ کہ صبح کی نماز کا وقت ہوا مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرے کا دروازہ نہ کھلا۔ خدام کو تشویش لاحق ہوئی کیونکہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا کہ اذان سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف نہ لائے ہوں چنانچہ ہر ایک کے چہرے پر فکر و پریشانی ظاہر ہونے لگی۔

نماز کا وقت تنگ ہوتا چلا گیا آخر کار جب بے چینی عروج کو پہنچی تو حجرے کا دروازہ توڑا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ایک عجیب و غریب خوشبو چارسو پھیل گئی لوگ اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمینی بستر پر لیٹے ہیں اور چہرہ قبلہ رو ہے اور آپ عالم فانی سے رخصت ہو کر اپنے خالق

حقیقی سے جا ملے ہیں مگر خادمین کے دل اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکاری تھے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات تک بھی بالکل صحت مند تھے اور بیماری کی ہلکی سے علامت بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں موجود نہ تھی بلکہ ساری رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ با آواز بلند ذکرالٰہی فرماتے رہے تھے مگر بالآخر انہیں یقین کرنا ہی پڑا کہ ہند کا یہ سلطان اپنی عظیم الشان روحانی سلطنت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر آباد کہہ چکا ہے ۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جبین مبارک پر قدرت کی عظیم نشانی لفظوں کی صورت میں موجود تھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی مبارک پر واضح طور پر تحریر تھا

حبیب اللّٰہ مات فی حب اللّٰہ

اللہ عزوجل کے دوست نے اللہ عزوجل کی محبت میں وفات پائی

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات شریف پر ہر آنکھ اشک بار تھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے میں لوگوں کا کثیر ہجوم تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصال کی خبر نے ہر ایک کو سوگوار کر دیا تھا ہر آنکھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جدائی پر اشکبار تھی ۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نمازِ جنازہ آپ کے بڑے صاجزادے خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پڑھائی اور جس حجرے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا اسی حجرے میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب قبر مبارک میں اتارا گیا تو کسی نے آخری دیدار کی خواہش کا اظہار کیا لہذا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرہ مبارک سے کفن ہٹایا گیا جو لوگ قبر مبارک کے گرد جمع تھے انہوں نے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرے سے کفن ہٹتے ہی ایک ایسی تیز روشنی دیکھی جس سے پوری قبر میں اجالا ہی اجالا پھیل گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک یکم رجب سے ۶ رجب المرجب تک انتہائی عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے اور آپ کے لاکھوں معتقدین ومتعلقین محبین ومریدین آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیوض وبرکات لوٹتے ہیں ۔

حضرت سلطان الهند رحمة الله تعالى عليه كے خلفاء

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء کی ایک بڑی تعداد ہے جس میں سے چند کے اسماء گرامی بطور تبرک پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

(۱) حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) حضرت خواجہ فخر الدین صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۳) شیخ معین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۴) قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۵) سید حسین مشہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۶) مولانا حکیم ضیاء الدین حامد بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۷) شیخ نظام الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۸) شیخ مجد الدین سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۹) شیخ علی سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۰) شیخ صدر الدین کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۱) شیخ یادگار محمد سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲) حضرت امام الدین بن نجم الدین دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہم

سلطان الهند كى كرامات

(۱) **حاکم سبزوار کی توبہ:** ۔حضرت سلطان الہند تبلیغ دین کے لئے جب ''سبزوار'' پہنچے تو وہاں کے مقامی لوگ وہاں کے مقامی باشندے آپ کی بارگاہ میں حاضری دینے آئے انہی دنوں مقامی لوگوں کا ایک ستم رسیدہ گروہ بھی اپنی داستانِ الم سنانے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا کہ یا سیدی ہم اپنے حکمراں ''یادگار محمد'' کے خلاف حضور کی بارگاہ میں اس کے ظلم وستم کی شکایت لے کر حاضر ہوئے ہیں وہ ایک ظالم و جابر حکمراں ہے رعایا اس کے ظلم وستم سہتے سہتے تھک چکی ہے نجانے کتنے ہی اس کے ظلم و بربریت کا شکار ہو کر قبروں میں چلے گئے اور جو باقی بچے ہیں وہ اس کے بڑھتے ہوئے ظلم وتشدد کا شکار ہیں۔ یا شیخ آپ ہمیں اس کے ظلم وستم سے نجات دلائیں تاکہ ہمیں بھی سکون کا سانس لینا نصیب ہو۔ حضرت سلطان الہند نے ان ستم رسیدہ افراد کی داستانِ المناک سن کر انہیں تسلی دی اور انہیں اس ظلم وستم کی آندھی کے ٹل جانے کی نوید سنائی۔

پھر دوسرے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس ظالم و جابر حکمراں کے محل کی طرف تشریف لے گئے اور محل کے دروازے پر موجود دربان سے فرمایا کہ اپنے حاکم کو جا کر بتاؤ کہ درویش معین الدین تم سے ملنے کے لئے آیا ہے۔ دربان نے جب آپ کا پیغام یادگارِ محمد تک پہنچایا تو وہ غرور وتکبر سے غضبناک ہو کر بولا میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں کسی بدحال مفلس فقیر کی بپتا سنوں دربان نے واپس آ کر جب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاکم سبزوار کا جواب بتانا چاہا تو اس کی زبان حرکت کرنے سے قاصر رہی دربان نے بہت کوشش کی وہ حاکم کے الفاظ دہرائے مگر زبان گنگ ہی گنگ ہی رہی بالآخر دربان نے گھبرا کر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب دیکھا تو وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرۂ جلال کی تاب نہ لا سکا اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر پڑی اور خود بھی بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔

پھر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محل کے اندر تشریف لے گئے دوسرے دربان نے آپ کو آتا دیکھا تو فوراً آپ کو روکنے کے لئے آگے بڑھا مگر اس کی بھی پہلے دربان جیسی حالت ہوگئی آپ مزید آگے بڑھے۔سب حیران پریشان تھے اور اس صورتحال کو سمجھنے سے قاصر تھے یہاں تک کہ حضرت سلطان الہند حاکم سبزوار یادگار محمد کے کمرہ میں داخل ہوگئے۔دربار میں ایک شور سا برپا ہوگیا حضرت سلطان الہند کے رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ دربار میں جس کی طرف نگاہ اٹھاتے اس کے ہوش وحواس جاتے رہتے۔جب یادگار محمد نے آپ کی طرف دیکھا تو اس کا بھی وہی حال ہوا رعب ِجلال سے تھر تھر کانپنے لگا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا میں وہی بدحال مفلس فقیر ہوں جس کی بپتا سننے کا تیرے پاس وقت نہیں مگر سن میں یہاں اپنی کسی ذاتی غرض سے نہیں بلکہ دعوتِ حق دینے آیا ہوں کہ ظلم وستم سے باز آجا مخلوقِ خدا کو اپنی شرانگیزیوں سے نجات دے دے، تجھ جیسے نجانے کتنے ہی معزز و متکبر اپنی طاقت واقتدار کے نشے میں دھت ہو کر اپنی حیثیت بھول بیٹھے تھے پھر وہ وقت آیا جب ان کو اور ان کے اقتدار کو قبروں نے نگل لیا اور ان کا

نام و نشان بھی باقی نہ رہا اس سے پہلے کہ تیرا بھی یہی حشر ہو اور موت تیرا سب کچھ چھین کر تجھے خالی ہاتھ قبر کے تنگ و تاریک گڑھے میں پہنچانے کے لیے آموجود ہو اپنے ظلم و ستم سے باز آجا اور اللہ کی نافرمانیوں سے پیچھا چھڑا لے۔

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعوتِ حق دے کر واپس تشریف لے گئے اور حاکم سبزوار یادگار محمد کا یہ حال تھا کہ گویا اس کا پورا جسم مفلوج ہو چکا ہے اس نے کھڑا ہونا چاہا مگر جسم جیسے بے حس و حرکت ہو گیا تمام درباری اپنی اپنی جگہ ساکت و جامد رہ گئے جیسے کہ کوئی بت ہوں۔

پھر دوسرے دن کا سورج ناقابل یقین منظر لے کر طلوع ہوا کہ حاکم سبزوار یادگار محمد اپنے گناہوں پر ندامت سے سر جھکائے ہاتھ جوڑے، ڈرتا جھجکتا کانپتا ہوا اپنے پسینے میں شرابور جسم کے ساتھ حضرت سلطان الہند کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوا اور رو رو کر اپنے ظلم و ستم اور گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے معافی کا طلبگار ہوا۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی ندامت و شرمندگی اور حالت اضطراب کو ملاحظہ فرمایا اور اس کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعائے مغفرت فرمائی اور ایک بار پھر اسے دعوتِ حق دیتے ہوئے ظلم و ستم سے باز رہنے. عدل کرنے. رعایا کے حقوق کا خیال رکھنے کی ہدایت و نصیحت فرمائی۔

حاکم سبزوار نے آپ کی خدمت عالیہ میں قیمتی تحائف اور زرِ نقد پیش کرنا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قبول کرنے سے منع فرماتے ہوئے وہ تمام تحائف و رقم غریب رعایا میں تقسیم کر دینے کی ہدایت فرمائی اور یوں حضرت سلطان الہند کی نگاہ کرامت نے ایک ظالم جابر حکمران کو اپنے ظلم و ستم سے تائب ہونے کی توفیق بخشی۔

(۲) دل کی دنیا بدل ڈالی:۔ دیگر معتبر کتب میں حاکم سبزوار کی توبہ کا واقعہ کچھ یوں بیان کیا گیا ہے کہ حاکم سبزوار ایک انتہائی ظالم و سفاک شخص تھا اور عقائد کے لحاظ سے بھی ایک گمراہ شخص تھا۔ دل بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعظیم و ادب سے خالی تھا۔ اس نے اپنے شہر میں عیش

ونشاط کی محفلیں گرم رکھنے کے لئے ایک خوبصورت باغ لگوایا جس میں ایک خوبصورت حوض بھی تعمیر کیا جس کا پانی معطر رکھنے کے لئے مختلف قیمتی خوشبوؤں کا استعمال کیا گیا۔ حضرت سلطان الہند جب پہلے شہر میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے اس باغ کی طرف رخ فرمایا جہاں حاکم سبزوار رات بھر رقص وسرور کی محفلیں سجاتا، شراب کا دور چلتا، خوبصورت کنیزیں اس کے اطراف میں خدمت کے لئے حاضر رہتیں۔ جس وقت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باغ میں تشریف لے گئے اس وقت اتفاقاً باغ کے دروازے پر کوئی دربان موجود نہ تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حوض کے پاس تشریف لے گئے غسل فرمایا اور دو رکعت نفل ادا فرمائی اس کے بعد قرآنِ پاک کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ اچانک ایک اجنبی شخص کی آپ پر نگاہ پڑی تو فوراً آپ کی طرف آیا وہ آپ کو جانتا نہیں تھا محض ازراہِ ہمدردی کہنے لگا کہ یہ باغ ایک ظالم وجابر شخص کی ملکیت ہے جو اس نے محض اپنی تفریحِ طبع کے لئے لگایا ہے یہاں سوائے اس کی اجازت کے کوئی نہیں آسکتا آپ فوراً یہاں سے چلے جائیں اگر اس نے دیکھ لیا تو نجانے کیا قیامت توڑے۔ حضرت سلطان الہند نے اس کی بات پر توجہ دیئے بغیر ارشاد فرمایا کہ تم بھی یہیں بیٹھ جاؤ یہ سن کر وہ اجنبی پریشان ہو گیا اسی دوران حاکم سبزواری کے ملازمین ادھر آنکلے اجنبی انہیں دیکھ کر گھبرا گیا اور خوف سے کانپنے لگا۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اطمینان دلایا اور اپنے ساتھ ہی بٹھا لیا۔ ملازمین آپ کے قریب آئے تاکہ آپ سے باغ کے اندر آنے کے متعلق باز پرس کریں مگر آپ کے رعب وجلال کے سبب ایک لفظ منہ سے نہ بول سکے کچھ ہی دیر بعد حاکم سبزوار اور اس کے خاص مصاحب باغ کے اندر داخل ہوئے۔ حاکم سبزوار کی نگاہ جیسے ہی حضرت سلطان الہند پر پڑی غضبناک ہو کر ملازمین پر چیخنے لگا کہ یہ شخص یہاں بلا اجازت کیسے داخل ہوا مگر ملازمین کا خوف ودہشت سے برا حال تھا۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاکم سبزوار کے قریب آئے اور ارشاد فرمایا کہ ملازمین کا کوئی قصور نہیں یہ درویش اپنی مرضی سے یہاں آیا ہے اسے کسی کی اجازت کی

حاجت نہیں۔ حاکم سبزوار یادگار محمد نے جیسے ہی حضرت سلطان الہند کی طرف نگاہ اٹھائی اور حضرت سلطان الہند کی نگاہ با کرامت کی طرف دیکھا تو پتھر کی طرح ساکت و جامد رہ گیا، قوتِ گویائی سلب ہوگئی یہی حال اس کے مصاحبین کا ہوا۔ پھر حضرت سلطان الہند نے جب نگاہ با کرامت ڈالتے ہوئے اس کی طرف نظر کرم فرمائی تو حاکم سبزوار اچانک لڑکھڑایا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا پھر حضرت سلطان الہند نے اجنبی شخص سے فرمایا کہ اس کے منہ پر حوض کا پانی لا کر چھڑکو۔ اجنبی نے ایسا ہی کیا چنانچہ چھینٹے پڑتے ہی حاکم سبزوار ہوش میں آگیا اور حضرت سلطان الہند کے قدموں پر سر رکھ کر رونے لگا اور آپ سے عرض گزار ہوا کہ یاشیخ میں اپنے گناہوں اور گندے عقائد سے توبہ کرتا ہوں آپ کے وسیلے سے اللہ نے مجھ پر نظر کرم فرمائی اور میرے سینے کو آلودگیوں سے پاک صاف کر کے روشن فرما دیا ہے اور تمام اصحاب رسول ﷺ کی عقیدت ومحبت میرے دل میں جانگزیں فرما دی

جب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے رخصت ہونے لگے تو حاکم سبزوار یادگار محمد نے انتہائی لجاجت سے عرض کی یا سیدی مجھ گناہگار کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں میرے گلے میں اپنی غلامی کا پٹہ ڈال دیجئے تا کہ کچھ نجات کی صورت ہو سکے۔ چنانچہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اپنی بیعت کا شرف بخشا پھر دنیا نے دیکھا کہ یادگار محمد نے اپنا سارا مال و دولت ان تمام لوگوں میں بانٹ دیا جو اس کے ظلم وستم کا شکار ہوتے رہے تھے اس کے علاوہ اپنی تمام کنیزوں اور غلاموں کا بھی آزاد کر دیا حتیٰ کہ دنیا سے ایسا بے رغبت ہوا کہ اپنی دونوں بیبیوں کو بھی طلاق دے دی اور ہمیشہ کے لئے حضرت سلطان الہند کے درگاہی ہو کر رہ گیا۔ جب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سبزوار سے حصار شادماں تشریف لے گئے تو حاکم سبزوار نے بھی اپنا شہر چھوڑ کر آپ کی ہمراہی اختیار کی تا کہ ساری زندگی حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت کی سعادت حاصل رہے چنانچہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یادگار محمد کو اس جگہ لوگوں کو

دعوتِ دین کی خدمت بخشی اور کل کا ظالم و جابر، فاسق و فاجر حکمران آج لوگوں کو اسلام و شریعت کی طرف بلا رہا تھا اور لوگ جوق در جوق اس کی دعوت کو قبول کرنے لگے۔ حصار شادماں میں آج بھی یادگار محمد کا مزار ایک ولی اللہ کی نظر کرامت کی یاد دلاتا ہے۔

(۳) باکرامت نوالہ:۔ تاریخی شہر بلخ کے ایک نواحی علاقے میں ایک عالم حکیم ضیاء الدین بلخی رہتے تھے جو اپنے علم و فضل میں شہرہ رکھتے تھے۔ یہیں پر آپ کا ایک مدرسہ قائم تھا جس میں روزانہ سینکڑوں طلباء کو درس دیا کرتے تھے مگر جہاں علم ظاہری میں آپ کو کمال حاصل تھا وہیں علم تصوف سے آپ کا دامن خالی تھا۔ آپ تصوف کو محض ایک دیوانگی و ہذیانی کیفیت کا نام دیتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی یہی سمجھاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلخ کے مقام پر تشریف لے گئے آپ روزے سے تھے چنانچہ آپ نے ایک کلنگ کا شکار کیا اور اپنے خادم کو کباب بنانے کا حکم دیا پھر آپ نماز کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران خادم نے کھانا تیار کر دیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب افطار کے لئے تشریف فرما ہوئے تو اتفاق سے حکیم ضیاء الدین کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر سلام کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلام کا جواب دے کر اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی حکیم صاحب کو بھوک محسوس ہو رہی تھی چنانچہ انکار نہ کیا اور بیٹھ گئے۔ حضرت سلطان الہند نے کلنگ کی بھنی ہوئی ایک ران حکیم صاحب کو دی اور خود بھی کھانا تناول فرمانے لگے حکیم صاحب نے جیسے ہی گوشت کا ٹکڑا منہ میں رکھا ان کے دل کی حالت زیروزبر ہو گئی دل و دماغ میں ایک روشنی پھیلنے لگی جس کی تیزی ان کے لئے ناقابل برداشت ہو گئی اس سے پہلے کہ وہ اس روشنی کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو جاتے حضرت سلطان الہند نے اپنے حصے کا ایک گوشت کا ٹکڑا اٹھا کر حکیم صاحب کے منہ میں ڈال دیا۔ لقمے کا منہ میں جانا تھا کہ حکیم صاحب کی حالت سنبھل گئی مگر ساتھ ہی حیرت و استعجاب سے ایک نظر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرۂ نور بار کی طرف دیکھنے لگے چند لمحے اسی طرح گزر گئے پھر

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یوں گویا ہوئے جس علم وفضل کو میں اپنا سرمایہ سمجھتا تھا آج وہ سب آپ کی دسترس میں چلا گیا اور میں خود کو تہی داماں پاتا ہوں آپ مجھے اپنی شرفِ غلامی میں قبول کر لیجئے تاکہ آپ کی نگرانی میں علم ومعرفت کی منزلیں طے کروں۔ چنانچہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکیم ضیاء الدین کی اس درخواست کو نہایت محبت سے قبول فرمالیا اور انہیں اپنی بیعت سے سرفراز فرمایا۔ حکیم ضیاء الدین جو تصوف کی کیفیت کو جنون ودیوانگی کا نام دیتے تھے اوراس کے بارے میں سخت معترضانہ رویہ رکھتے تھے ایک صوفی بزرگ کے دیئے ہوئے نوالے کی برکت سے تصوف کی حقیقت ان کے دل پر ایسی آشکار ہوئی کہ پھر دوبارہ کبھی شک کا شائبہ بھی ان پر نا گزرا۔

(۴) **نگاہِ باکرامت:**۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجمیر کے نواح میں خانقاہ تعمیر فرمائی یہ خانقاہ گھاس پھوس کی ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی جہاں آپ ہمہ وقت مشغولِ عبادت رہتے۔ ایک مرتبہ چند ہندو راجپوت آپ کی خانقاہ میں داخل ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہاں آنے اور خانقاہ قائم کرنے کا سبب پوچھا جب حضرت سلطان الہند نے انہیں بتایا کہ وہ دعوتِ توحید دینے کے لئے یہاں آئے ہیں تو یہ ہندو راجپوت یہ سن کر کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلمان ہیں اور اسلام پھیلانے کے مقصد سے یہاں قیام فرمائیں یہ جان کر آگ بگولہ ہوگئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوتِ توحید کو ٹھکرادیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہاں سے چلے جانے کو کہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ زمین کسی کی جاگیر نہیں ہے اس کا مالک صرف اللہ ہے پھر اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۃ اخلاص کا ترجمہ انہیں سنایا اور انہیں بت پرستی سے روکتے ہوئے بتوں کی بے بسی وبے اختیار ہونے کی طرف توجہ دلائی کہ یہ بے جان مورتیاں نہ اپنی جگہ سے حرکت کرسکتی ہیں نہ خود کو ٹوٹنے پھوٹنے سے بچا سکتی ہیں۔ ان بے جان مورتیوں کو تم نے خود اپنے ہاتھوں سے تراش کر بنایا ہے پھر خود سوچو کہ یہ بے جان بت کیسے عبادت

د پرستش کے لائق ہو سکتے ہیں۔

اپنے بتوں کی حقیقت سن کر راجپوتوں سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور بجائے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے وہ آپے سے باہر ہو گئے اور انہوں نے اپنی تلواریں نیام سے نکال لیں تا کہ اپنے سامنے کھڑے ہوئے درویش کو بتوں کی نفی کرنے کی سزا دیں مگر ابھی تلواریں اٹھائیں بھی نہ تھیں کہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی طرف ایک نظر اُٹھائی۔نظر کا اُٹھنا تھا کہ راجپوتوں پر ایک بجلی سی گری ان کے جسموں پر کپکپی طاری ہو گئی تلواریں ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑیں۔ہندو راجپوتوں پر حضرت سلطان الہند کی نگاہ کرامت کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سوائے فرار ہونے کے ان کے پاس کوئی چارہ نہ تھا وہ راجپوت جو حضرت سلطان الہند پر اپنی تلواریں اُٹھانا چاہتے تھے اب ان میں اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ بھاگتے ہوئے اپنی گری ہوئی تلواریں ہی زمین پر سے اُٹھا لیتے۔

(۵)روحانی جلال کی ایک جھلک:۔ایک مرتبہ ہندو راجپوتوں کی ایک جماعت حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں آپ کو شہید کرنے کے ارادے سے داخل ہوئے آپ اُس وقت نماز ادا فرما رہے تھے۔راجپوتوں نے آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ اس وقت یہ اپنی عبادت میں مشغول ہیں موقعہ اچھا ہے اسی وقت ان پر حملہ کر دینا چاہیے۔اسی دوران حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں چلے گئے یہ دیکھتے ہی ہندو راجپوتوں نے تیزی سے اپنی تلواروں کو نیام سے نکالنا چاہا مگر یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ تلواریں باوجود کوشش کے نیام سے نہ نکل سکیں انہوں نے جھنجلا کر کئی بار کوشش کی مگر ہر دفعہ وہ اپنی کوشش میں ناکام رہے۔اب حیرت و جھنجلاہٹ کی جگہ ان پر خوف و دہشت طاری ہو گئی وہ اپنی جگہ ساکت و جامد رہ گئے کچھ دیر بعد حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو گئے پھر آپ نے ان راجپوتوں سے فرمایا اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی ہمتیں جمع کر لو پھر جس مقصد سے آئے ہو اسے

پورا کر لینا۔ درویش تو راہ خدا میں سر پہ کفن باندھ کر نکلا ہے تم آرام سے اپنا کام انجام دو۔ راجپوتوں نے جب دیکھا کہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے ارادے و نیت سے باخبر ہیں اور ان کے سامنے کوئی راز راز نہیں رہتا تو یہ دیکھ کر ان کی گھبراہٹ اور دہشت میں مزید اضافہ ہوگیا اور وہ جان گئے کہ یہ سامنے موجود درویش جو ان کے دل کا حال تک جان لیتا ہے کوئی معمولی انسان نہیں وہ حضرت سلطان الہند کے اس روحانی جلال کی جھلک کی تاب نہ لاسکے اور وہاں سے ایسے بھاگ کھڑے ہوئے جیسے ایک لمحے کی بھی تاخیر کی تو یہ رعب و جلال انہیں جلا کر خاکستر کردے گا چنانچہ یہ ہندو راجپوت حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ سے ناکام و نامراد خائب و خاسر ہو کر چلتے۔

(۲) اونٹ بیٹھے رہ گئے :۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اجمیر تشریف لائے تو سب سے پہلے ایک پیپل کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے یہ جگہ جہاں آپ تشریف فرما ہوئے تھے وہاں کے ہندو راجہ پرتھوی راج کے اونٹوں کے بیٹھنے کے لئے مخصوص تھی۔ آپ کو وہاں تشریف فرما دیکھ کر راجہ کے کارندے آپہنچے اور دہشت لہجے میں مخاطب ہوئے کہ یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے بیٹھنے کی ہے اس جگہ کوئی اور نہیں بیٹھ سکتا لہٰذا فوراً یہاں سے اُٹھ کر چلے جاؤ، حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ میدان تو بہت بڑا ہے راجہ کے اونٹ بھی یہاں آ کر بیٹھتے جائینگے اور میں بھی اس جگہ بیٹھا رہوں گا مگر راجہ کے کارندے مسلسل گستاخانہ انداز میں آپ کو اس جگہ سے اُٹھانے کے لئے مصر رہے چنانچہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی گستاخی و بے ادبی کو ملاحظہ فرمایا اور پھر یہ کہتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ خیر! درویش تو یہاں سے اُٹھ ہی جاتا ہے اب تمہارے اونٹ یہاں ہی بیٹھیں گے۔ کارندوں پر آپ کی اس بات کا کوئی اثر نہ ہوا اور آپ کے جانے کے بعد اونٹوں کو وہاں لا کر بٹھا دیا گیا۔ صبح حسب معمول ساربان آئے اور اونٹوں کو اُٹھانا چاہا مگر باوجود کوشش کے اونٹ نہ اُٹھے

ساربانوں نے دوبارہ کوشش کی مگر اونٹ ٹس سے مس نہ ہوئے اب ساربانوں نے اونٹوں کو مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ بعض اونٹ لہولہان ہو گئے مگر اونٹوں کو نہ اٹھنا تھا نہ اٹھے ۔ اب ہر کوشش کرنے کے بعد ساربانوں کو حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کی گئی زیادتی یاد آئی اور وہ جان گئے کہ یہ سب اس درویش کے ساتھ کی گئی بے ادبی وگستاخی کا نتیجہ ہے چنانچہ ڈرتے جھجکتے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے ۔ اپنی گستاخی و بے ادبی کی معافی چاہی اور اونٹوں کا سارا احوال کہہ سنایا حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا" جاؤ خدا کے حکم سے تمہارے اونٹ اُٹھ بیٹھے" چنانچہ جب ساربان حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ اونٹ میدان میں ادھر اُدھر گھومتے پھر رہے ہیں ۔

(۷) **برتن میں تالاب**: ۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند مریدین ایک مرتبہ غسل کرنے اور اپنے پیر و مرشد کے وضو کے لئے اناساگر سے پانی لینے کے لئے گئے ۔ راجہ کے سپاہیوں نے انہیں دیکھا تو شور مچا دیا کہ تم اچھوت لوگ ہو اپنے گندے وجود سے اس تالاب کو ناپاک نہیں کر سکتے اگر پانی چاہیے تو کہیں اور تلاش کرو ۔ مریدین نے انہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ غرور و تکبر کے نشے میں دھت کچھ سننے کو تیار نہ ہوئے چنانچہ مجبور ہو کر مریدین واپس لوٹ گئے اور حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سارا حال بیان کیا حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ دیر خاموشی اختیار فرمائی پھر اپنے استعمال کا برتن اُٹھا کر خادم کو دیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ برتن لے جاؤ اور راجہ کے سپاہیوں سے کہو کہ ابھی اس میں سے پانی بھر لینے دیں پھر کوئی دوسرا انتظام کر لینگے چنانچہ خادم نے برتن لیا اور پھر اناساگر کی طرف روانہ ہو گیا ۔ وہاں جا کر راجہ کے سپاہیوں سے وہی کچھ کہا جو حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکم فرمایا تھا ۔ سپاہی خادم کی بات سن کر تکبر سے اکڑتے ہوئے بولے جا آج تو پانی لے لے پھر آئندہ ادھر نہ آنا ۔ خادم برتن لے کر آگے بڑھا اور تالاب کے کنارے پر جا کر برتن میں پانی بھرنے جھکا ابھی برتن تالاب میں ڈالا ہی

تھا کہ دوسرے ہی لمحے یہ دیکھ کر سپاہیوں اور خادم کی حیرتوں کی انتہا نہ رہی کہ اناساگر تالاب کا تمام پانی اس ایک برتن میں سمٹ آیا اور تالاب میں ایک بوند پانی باقی نہ رہا یہ منظر دیکھ کر سپاہیوں پر خوف و دہشت طاری ہوگئی اور وہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خادم لرزتے کانپتے بدن کے ساتھ پانی لئے پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوا اور لڑکھڑاتی زبان سے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تمام واقعہ کہہ سنایا اپنے پیرومرشد کی روحانی طاقت کا ایسا مشاہدہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

اناساگر تالاب خشک ہونے سے اجمیر میں ہلچل مچ گئی لوگ پانی کے لئے بیقرار ہو گئے بالآخر شہر کے سربراہ سپاہی حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سپاہیوں کے رویے کی معافی مانگی اور آپ سے درخواست کی اناساگر کو پہلے کی طرح پانی سے بھر دیں ورنہ لوگ پیاس سے مرجائینگے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معافی و درگزر کا شاندار مظاہرہ کرتے ہوئے خادم کو فرمایا کہ برتن کا پانی تالاب میں واپس ڈال دو چنانچہ خادم نے حکم کی تعمیل کی اور برتن کا پانی واپس تالاب میں پلٹ دیا چنانچہ اناساگر پھر پانی سے لبریز ہوگیا۔

(۸) **باکرامت پانی کا پیالہ:۔** پرتھوی راج حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سخت بغض و دشمنی رکھتا تھا اور آپ کے خلاف نت نئی سازشیں تیار کرتا رہتا تھا ایک بار اس نے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شکست دینے کے لئے ایک ماہر جادوگر کی خدمات حاصل کیں یہ جادوگر اپنے ساحرانہ کمالات میں اپنی مثال آپ تھا اور اپنے دیوہیکل جسامت کے سبب شادی دیو کے نام سے مشہور تھا۔ شادی دیو جادوگر نے اپنے چیلوں کو نئے منتر سکھائے پھر جادوگروں کو لے کر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا خانقاہ کے قریب پہنچ کر اس نے اپنے چیلوں کو ایک فاصلے پر روک دیا اور انہیں منتر پڑھتے رہنے کا اور خود آگے بڑھا اس کی آنکھوں اور منہ سے آگ کے شعلے بھڑکتے ہوئے نکل رہے تھے ساتھ ہی اس

کی خوفناک گرجدار آواز ماحول کو اور دہشت ناک بنا رہی تھی وہ کہہ رہا تھا کہ مسلمانوں سن لو میں آ گیا ہوں اب تمہاری موت کا وقت قریب آ چکا ہے۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور نماز میں مشغول ہو گئے۔شادی دیو جادوگر للکارتا ہوا آگے بڑھتا رہا پھر اچانک اس کی آنکھوں اور منہ سے نکلتے ہوئے شعلے بجھ گئے وہ حیرت سے یکا یک رک گیا کہ شعلے بجھ کیسے گئے پھر وہ چیختا ہوا آگے بڑھا مگر دوسرے ہی لمحے اس کا جسم جامد ہو گیا اس نے حرکت دینے کی کوشش کی مگر اپنی جگہ سے جنبش نہ دے سکا اس نے گھبرا کر چیخنے کی کوشش کی تو زبان بھی ساکن ہو گئی وہ کسی بت کی مانند کھڑا کا کھڑا رہ گیا دوسری طرف اس کے چیلے برابر منتر پڑھتے رہے۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے اور سامنے کھڑے شادی دیو کی طرف پر جلال نگاہ ڈالی نگاہ پڑتے ہی شادی دیو کا جسم تھر تھر کانپنے لگا اور وہ زور زور سے اپنے بتوں کو پکارنے کے بجائے رحیم رحیم پکارنے لگا۔یہ منظر دیکھ کر اس کے چیلے اسے برا بھلا کہنے لگے جس سے شادی دیو نے پلٹ کر اپنے چیلوں پر حملہ کر دیا بعض ہلاک ہو گئے بعض فرار ہو گئے۔شادی دیو پر جنون کی کیفیت طاری تھی پھر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے ایک پانی کا پیالہ پینے کے لئے دیا۔پانی کا پینا تھا کہ شادی دیو کے دل سے کفر کی تاریکیاں چھٹنے لگیں اور کچھ ہی دیر بعد وہ بت پرست اب ایک توحید پرست ہونے کی سعادت حاصل کر چکا تھا۔

(۹) **خوفناک جادوگر**:۔اجمیر میں حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پر مسلمان ہونے کی تعداد میں دن بدن تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا۔وہاں حکمران پرتھوی راج اس صورتحال سے انتہائی تشویش کا شکار تھا۔اس نے حضرت سلطان الہند کے خلاف ہر کوشش کر دیکھی مگر ہر بار ناکام رہا آبادی میں تیزی سے بت پرستی کا خاتمہ اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔پرتھوج راج نے بالآخر سب سے ایک خوفناک جادوگر کو حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مقابلے کے لئے تیار کیا جس کا نام اجے پال جوگی تھا۔

اجے پال اپنے چیلوں کے ہمراہ حضرت سلطان الہند کے پاس پہنچ گیا اسے دیکھ کر مسلمانوں میں اضطراب و بے چینی پھیل گئی حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں کو پریشانی اور اضطراب میں ملاحظہ فرمایا تو مسلمانوں کے گرد ایک حصار کھینچ دیا اور حکم فرمایا کہ کوئی مسلمان اس حصار سے باہر نہ نکلے ۔ دوسری طرف جادوگروں نے جادو کے ذریعے آگ اور پتھر برسانا شروع کر دیئے مگر یہ سب حصار کے قریب آ کر بے کار ہو جاتے پھر ان جادوگروں نے جادو کا ایک اور وار کیا اور ہزاروں سانپ پہاڑوں سے اتر اتر کر مسلمانوں کی طرف لپکے مگر وہ ہر بار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو اب اس نے ہرنی کے بالوں والا ایک چمڑا نکالا اور اسے ہوا میں اچھالا پھر اچک کر اس پر بیٹھ گیا اور اڑتا ہوا بہت بلند ہو گیا۔ مسلمانوں کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ اب یہ اوپر سے کوئی مصیبت نازل کرے گا جبکہ حضرت سلطان الہند اس کی حرکت پر مسکرا رہے تھے پھر آپ نے اپنی نعلین مبارک کو اشارہ فرمایا حکم ملتے ہی نعلین مبارک بھی تیزی کے ساتھ اجے پال کے تعاقب میں روانہ ہوئیں اور آناً فاناً اس کے سر پر پہنچ گئیں اور تابڑ توڑ اس پر برسنے لگیں ہر ضرب پر اجے پال نیچے اترنے لگا یہاں تک کہ اپنے جادوئی کمالات و مہارت کے باوجود ذلت و رسوائی کے ساتھ زمین پر اتر آیا اور واضح طور پر اپنی شکست کا اقرار کیا اور بے قرار ہو کر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گر پڑا اور سچے دل سے بت پرستی سے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ آپ نے ان کا اسلامی نام عبداللہ رکھا حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہِ فیض سے وہ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے اور عبداللہ بیابانی کے نام سے مشہور ہوئے ۔

(۱۰) **عجیب وغریب خواب**:۔ اجمیر میں قیام کے دوران حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہندو راجپوت حکمراں کو کئی بار دعوتِ حق پہنچائی مگر ہر بار اس نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور مسلمانوں اور حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف نئی نئی سازشیں تیار کرتا رہا۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بار پھر اپنے ایک قاصد کے ذریعے اسے دعوتِ حق پہنچائی

جس کے جواب میں راجپوت حکمراں نے مسلمان قاصد کو بری طرح زدوکوب کیا برا بھلا کہا اور یہ کہہ کر ایوانِ سلطنت سے نکال دیا کہ جا کر اس درویش کو کہہ دو کہ تمام مسلمان جلد از جلد اجمیر کی حدود سے نکل جائیں ورنہ اب وہ میرے غضب سے بچ نہ سکیں گے یہ آخری مہلت ہے۔

لہولہان قاصد جب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں راجپوت حکمراں کا جواب لایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ مبارک غضب و جلال سے سرخ ہوگیا آپ نے فرمایا ''جسے وہ گمراہ کردے اسے کون ہدایت دے سکتا ہے'' پھر آپ نے پُر جلال لہجے میں غضبناک انداز میں فرمایا ''میں نے تجھے زندہ حالت میں لشکر اسلام کے حوالے کیا'' حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ الفاظ راجپوت حکمران کے لئے ادا فرمائے جنہیں وقت نے سچ ثابت کردیا۔

ایک مسلمان سپہ سالار شہاب الدین غوری جو اس راجپوت حکمراں سے ایک خوفناک مقابلے میں بُری طرح شکست کھا کر زخم خوردہ واپس لوٹا تھا اپنی شکست پر غمگین وملول رہا کرتا تھا وہ اپنی شکست کا بدلہ لینا چاہتا تھا مگر اسباب جنگ میں کمی، ہتھیار و لشکر کی قلت اسے ایسا کرنے سے روک لیتی مگر اسی دوران شہاب الدین غوری کو ایک بزرگ کئی بار خواب میں نظر آئے جو بار بار اسے اجمیر پر حملہ کرنے کا حکم دیتے اور فتح یاب ہونے کی خوشخبری سناتے یہ بزرگ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔

جب عجیب و غریب خواب بار بار آنے لگے تو شہاب الدین نے اجمیر پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا گو کہ راجپوت حکمراں ہر لحاظ سے اس مسلمان سپہ سالار کے مقابلے میں قوت وطاقت اور اکثریت رکھتا تھا مگر اس کے باوجود اس سپہ سالار نے ہمت نہ ہاری اور اپنی مختصری فوج کے ساتھ ہی اجمیر پر حملہ کردیا وہ عجیب وغریب خواب سچ ثابت ہوا اور خلافِ توقع راجپوت حکمراں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور اسے زندہ گرفتار کرلیا گیا اور یوں حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ نے اثر دکھایا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان کے مطابق کہ ''میں

نے تجھے زندہ حالت میں لشکر اسلام کے حوالے کیا" آپ نے جو فرمایا نافذ ہو کر رہا اور مسلمان سپہ سالار جس کی شکست یقینی تھی مگر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خواب میں آ کر فتح کی خوشخبری سنانا حرف با حرف صحیح ثابت ہوا اور اسے غیر یقینی عظیم فتح حاصل ہوئی۔ یہ مسلمان سپہ سالار حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور جوشِ عقیدت سے اپنا ہتھیار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں رکھ دیا۔

(۱۱) **دل کا بھید**:۔ ایک مرتبہ ایک مالدار ہندو نے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شہید کرنے کی سازش کی اور اس کے لئے ایک ایک شخص کو ڈھیروں مال دینے کا لالچ دے کر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شہید کرنے پر آمادہ کیا چنانچہ وہ شخص اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنے کپڑوں میں تیز دھار خنجر چھپائے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں داخل ہوا اس کا ارادہ تھا کہ موقعہ پاتے ہی خنجر کا وار کر کے کام تمام کردوں گا چنانچہ اس شخص نے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جا کر بڑے ادب سے سلام عرض کیا اور آپ کی خوب تعریف و توصیف بیان کرنے لگا۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبسم فرماتے ہوئے اس سے فرمایا اے شخص میری تعریفوں کے پل باندھنا چھوڑ اور جس کام کے لئے بھیجا گیا ہے اس کام کو پورا کر۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ الفاظ سنتے ہی وہ اجنبی دہشت سے کانپنے لگا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے دل کا بھید جان گئے ہیں اپنے اس ارادے کی خبر اس نے کسی کو نہ دی تھی پھر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل کی بات کو جان لینا اس کے ہوش و حواس کھو دینے کے لئے کافی تھا۔ بالآخر وہ سمجھ گیا کہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوئی معمولی ہستی نہیں چنانچہ اس نے خاموشی سے اپنے کپڑوں سے چھپا خنجر نکالا اور زمین پر رکھ دیا اور پھر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں سے لپٹ گیا اور اپنے اس ارادے پر سخت ندامت کا اظہار کیا اور خود کو حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ

میں پیش کر دیا کہ جو چاہیں سزا دے دیں اور چاہیں تو قتل کا حکم فرما دیں تا کہ میرے گناہوں کا کچھ ازالہ ہو سکے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے فرمایا کہ میں نے تجھے بھی معاف کیا اور اسے بھی جس نے تجھے یہاں بھیجا ہے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ دعا کی برکت سے وہ فسق و فجور سے تائب ہوا اور پاکباز زندگی گزارنے لگا اس نے کئی حج کئے حتی کہ ایک بار دوران طواف ہی اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔

(۱۲) باکرامت چہرہ:۔ حضرت حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ توبہ سے قبل گناہوں میں مبتلا ایک آزاد منش انسان تھے شب و روز گناہوں سے بھرپور غفلت میں گزر رہے تھے غیر معمولی خوبصورتی و وجاہت کے سبب عورتیں ان کی توجہ و قربت کی طالب رہتیں خود وہ بھی صنف نازک کی اس وارفتگی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے کافی عرصہ تک ان ہی مشغلوں میں زندگی کا قیمتی وقت ضائع ہوتا رہا مگر بالآخر وہ وقت بھی آ گیا جب حضرت حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نصیب میں ہدایت کا سورج طلوع ہوا جس کی آب و تاب سے ظاہر و باطن کے تمام گناہوں کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور انہوں نے نجات کی شاہراہ پر قدم بڑھا دیئے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روحانی کمالات کی شہرت کا تذکرہ اڑتے اڑتے حضرت حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک بھی پہنچا اس وقت آپ اپنی گناہوں بھری پرانی روش پر ہی زندگی گزر رہے تھے مگر دل میں حضرت سلطان الہند جیسی عظیم روحانی شخصیت سے ملنے کی بھی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ اسی خواہش کو پورا کرنے کی غرض سے ایک روز حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے مگر جیسے ہی ان کی نظر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرۂ نور بار پر پڑی دل پر ایک عجیب کیفیت کا حملہ ہوا وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئے۔ اب دل کا یہ حال تھا کہ دنیا کی ہر رنگینی بے رنگ و پھیکی محسوس ہونے لگی اور دنیا سے طبیعت اچاٹ ہو گئی پھر چند لمحے بعد کچھ حالت سنبھلی تو بے ساختہ رقت قلبی سے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مخاطب ہوئے کہ یا سیدی مجھے اپنی غلامی کی سند عطا

فرما دیجئے ۔اب اس دل میں سوائے آپ کی غلامی کے اور کسی خواہش کا گزر نہیں ۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی وارفتگی و بے اختیاری ملاحظہ فرمائی پھر ارشاد فرمایا اس راستے پر چلنے کے لئے سوائے اللہ کی ذات کے باقی سب کو چھوڑ دینا پڑتا ہے کہ دل میں صرف وہی جاگزیں ہو۔حضرت حمید الدین سے عرض کی یاسیدی اب میرے دل میں سوائے اس کے کسی کا گزر نہ ہوگا پھر بیقرار ہو کر رونے لگے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی بیقراری سے بہت متاثر ہوئے اور پھر حضرت حمید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل فرما لیا۔

(۱۳)**دولت کا خزانہ:**۔ایک مرتبہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک مرتبہ شیخ علی کے ساتھ خانقاہ میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک اجنبی شخص اندر داخل ہوا اور داخل ہوتے ہی شیخ علی کا گریبان پکڑ لیا اور مغلظات بکنا شروع کر دیں جب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے اس قدر غضبناک ہونے کی وجہ دریافت فرمائی تو وہ اور بپھر گیا اور بدتہذیبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا یہ شخص میرا قرض دار ہے اور میری رقم واپس نہیں کر رہا۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کتنی رقم ہے تو اس نے معمولی رقم بتائی ۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے نہایت نرمی و محبت سے کچھ وقت کی مہلت دینے کا ارشاد فرمایا مگر وہ سود خور اپنی ضد پر اڑا رہا اور مستقل آداب و اخلاق سے گرے ہوئے نازیبا کلمات ادا کرنے لگا۔

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ غضب سے سرخ ہو گیا آپ نے اپنے دوش مبارک کی چادر لی اور اسے زمین پر بچھا دیا پھر اس سود خور کی جانب رخ فرما کر غضبناک لہجے میں فرمایا علی کا گریبان چھوڑ دے اور اپنی مطلوبہ رقم اُٹھا لے ۔اس سود خور نے حیرت سے زمین پر بچھی چادر کو دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ چادر پر نقرئی سکوں کا ایک انبار پڑا تھا

اتنا خزانہ اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔اب دولت کے اس ڈھیر کو دیکھ کر اس کی نیت میں
فتور پیدا ہوا اور اس نے اپنی مطلوبہ رقم سے کچھ زیادہ سکے اٹھا لئے اس کا خیال تھا اس ڈھیر میں
سے کچھ زیادہ بھی لے لوں گا تو انہیں کیا پتہ چلے گا چنانچہ اس نے اپنی رقم سے زیادہ سکے اٹھا لئے اور
تیزی سے باہر نکل گیا۔کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہی شخص زار و قطار روتا ہوا حضرت سلطان الہند
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں حاضر ہوا۔غرور و تکبر کا نام و نشان بھی باقی نہ تھا چہرے سے برسوں کا
بیمار غم سے نڈھال دکھائی دیتا تھا۔سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے دریافت فرمایا کہ
اب تجھے کیا ہوا تو اس نے اپنی داستانِ غم سنائی کہ اس دن میں اپنی مطلوبہ رقم سے زیادہ سکے اٹھا کر
لے گیا اس بد دیانتی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسی روز سے میرے ہاتھ میں درد شروع ہو گیا بہت علاج کرایا
مگر فائدہ نہ ہوا بالآخر میرا ہاتھ مفلوج ہو گیا اور اس نے کام کرنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ سوکھ کر لٹک گیا یہ
کہہ کر وہ اجنبی زار و قطار رونے لگا۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے فرمایا کہ
تیرے اس ہاتھ کے بے جان ہونے کا سبب چوری نہیں بلکہ دل آزاری ہے جو تو نے علی کی کی اگر
وہ تجھے معاف کر دے تو میں بھی تیرے لئے دعا کرونگا کہ اللہ تجھے معاف کر دے تجھے صحت یابی عطا
فرمائے۔وہ شخص بے قرار ہو کر شیخ علی کے پاس آیا اور گڑگڑا کر معافی مانگی۔شیخ علی جو حضرت
سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تربیت یافتہ تھے انہوں نے دل کی گہرائیوں سے اسے معاف
کر دیا پھر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز ادا فرما کر اس شخص کے لئے دعا فرمائی
اور اپنا دست مبارک اس کے بے جان سوکھے ہوئے ہاتھ پر تین بار پھیرا اسے اچانک ایسا محسوس
ہونے لگا جیسے اس کے ہاتھ میں خون دوڑنے لگا ہو۔پھر ہاتھ آہستہ آہستہ حرکت کرنے کے قابل ہوا
اور پھر مکمل طور پر ٹھیک ہو گیا۔صحت یاب ہونے کے بعد وہ شخص حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ کے قدموں میں ہی گر پڑا اپنی ساری دولت غریبوں، محتاجوں میں بانٹ دی اب بس ایک ہی
بات اس کی زبان پر رہتی تھی کہ مجھے مال و دولت کی کیا ضرورت مجھے تو بس حضرت سلطان الہند رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر ہی کافی ہے۔

(۱۴)**غیب کی خبر:**۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ اپنے رفقاء کے ساتھ ایک جنگل سے گزر رہے تھے کہ اچانک ایک نوجوان تیر کمان لئے گھوڑے پر سوار بڑی برق رفتاری سے سامنے سے آتا دکھائی دیا مگر جیسے ہی وہ قریب آیا اور اس کی نظر ان بزرگان دین پر پڑی تو فوراً گھوڑے کو روک کر نیچے اترا اور گھوڑے کی لگام تھامے ادب سے نگاہیں جھکائے آگے بڑھا اور حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے بزرگان دین کو سلام کیا اور تھوڑی دیر پیدل چلتا رہا پھر جب اس کے اور حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درمیان کچھ فاصلہ حائل ہو گیا تو دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور برق رفتاری کے ساتھ جنگل میں روپوش ہو گیا۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت دیر تک اس طرف ملاحظہ فرماتے رہے جدھر سے وہ نوجوان گزرا تھا پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفقاء سے فرمایا یہ نوجوان ایک دن دہلی کا بادشاہ بنے گا میں اس کی شکل میں قدرت خداوندی کی جھلک دیکھ رہا ہوں۔حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو خبر دی تھی وہ حرف باحرف سچ ثابت ہوئی اور وہ نوجوان واقعی ایک دن دہلی کا بادشاہ بن گیا یہ نوجوان سلطان شمس الدین التمش تھا۔

(۱۵)**دوماہ کا بچہ بول اُٹھا:**۔حضرت بختیار الدین کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید خاص اور منظور تھے۔مخالفین آپ سے سخت بغض و عداوت رکھتے تھے اور آپ کو بدنام کرنے اور لوگوں کی عقیدت ومحبت جو انہیں آپ سے تھی کم کرنے کی سازشوں میں مصروف رہتے۔ایک مرتبہ انہوں نے آپ کو بدنام کرنے کی ایک نہایت گھناؤنی سازش تیار کی اور ایک ہندو نوجوان لڑکی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپ کے خلاف زنا کا مقدمہ درج کروائے ساتھ ہی اپنے دو ماہ کے نومولود بچے کی نسبت بھی حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کر دے۔یہ ایسا الزام تھا جس نے نہ صرف حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلکہ

مریدوں وعقیدت مندوں میں بھی ایک شدید اضطرابی کیفیت پیدا کردی۔ یہ خبر جب اجمیر میں حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں آکر اپنے اس منظور نظر مرید خاص حضرت بختیار کاکی کو تسلی دی کہ قطب! صبر سے کام لو عنقریب تمہارے دشمن رسوا ہونگے اور تم غالب رہو گے خدا کی قسم وہ ہرگز اپنی ان مذموم کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ اپنے سلطان التمش سے کہو کہ میرے دہلی پہنچنے تک مقدمہ کو ملتوی کردے چنانچہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دہلی روانگی کے لئے سفر کا آغاز فرمایا اور بالآخر طویل مسافت طے کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی تشریف لے آئے بالآخر مقدمہ کی سماعت کا دن آگیا۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مندوں کی کثیر تعداد میں بے چینی واضطراب اپنے عروج پر تھا وہ بخوبی جانتے تھے کہ یہ مخالفین کی ایک منظم سازش ہے اب وہ تائید غیبی کے منتظر تھے کہ کب اللہ کی مدد آتی ہے اور یہ سازش بے نقاب ہوتی ہے جبکہ مخالفین مطمئن تھے کہ انہوں نے اتنی مضبوط سازش تیار کی تھی جس سے حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلاصی بظاہر کسی صورت ممکن نظر نہ آتی تھی۔

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خلیفہ اکبر حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ مقدمہ کے لئے تشریف لے آئے۔ مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی نوجوان لڑکی سر سے پاؤں تک ایک چادر میں چھپی ہوئی تھی اور اس کی گود میں دو ماہ کا بچہ تھا۔ عورت نے قاضی کے سامنے فریاد پیش کی کہ یہ درویش (حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) میرے غیر شرعی شوہر ہیں اور یہ بچہ ان کا ہے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرہ مبارک پر شدید جلال کے آثار ظاہر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عورت کو خوفِ خدا دلایا اور تنبیہ کرتے ہوئے الزام واپس لینے پر زور دیا مگر عورت ٹس سے مس نہ ہوئی اور زار وقطار روتے ہوئے انصاف طلب کرنے لگی اور حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قصوروار ٹھہرانے لگی اب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آگے بڑھے اور عورت سے فرمایا کہ اب یہ بچہ خود ہی بتائے گا کہ یہ کس کا بچہ ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ دربار میں سکوت چھا گیا ہر شخص اپنی جگہ حیرانگی کا شکار تھا کسی کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔ دوسری طرف عورت پر شدید گھبراہٹ اور خوف کے آثار ظاہر ہونے لگے اس کا پورا بدن خوف سے کانپنے لگا حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچے کے لبوں پر انگلی رکھتے ہوئے محبت سے ارشاد فرمایا اے بچے اہل دربار کو بتادے کہ تیرا باپ کون تاکہ تیرا جواب اس شخص کے دامن سے تہمت کے داغ کو دھوڈالے جو روئے زمین پر مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ دفعتاً کمرے میں اس بچے کی باریک آواز گونجی اسلام علیکم یاسلطان الہند! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا پھر بچہ بول اٹھا یاسلطان الہند میرا باپ سلطان شمس الدین التمش کے دربار کا ایک معزز سردار ہے دو ماہ کے بچے کی گویائی نے اہل دربار کو ششدر کردیا۔ قدرت نے حق و باطل کا فیصلہ ایک دو ماہ کے ذریعے کروادیا سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بارگاہ الٰہی میں بلند مقام و مرتبہ چمکتے سورج کی طرح سب پر روشن ہو چکا تھا یہ کرامت لوگوں پر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت و شان کی گواہی کی صورت میں ظاہر ہوئی یہاں تک کہ وہ ہندو نوجوان لڑکی بھی آپ کی رفعت و عظمت کے آگے سر جھکائے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کفر و گناہ کے دائرہ سے نکل کر حلقہ اسلام میں داخل ہوگئی ساتھ ہی وہ معزز سردار بھی اپنے گناہوں پر نادم زاروقطار روتا ہوا حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے پیرومرشد حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا کہ مجھے میرے گناہ کی سخت سے سخت سزا دی جائے مگر حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پیرومرشد حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دی ہوئی تربیت کے سبب اپنے مجرم کو معاف کردیا اور یوں حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کرامت نے مخالفین کا منہ بند کردیا۔

(۱۶) **مردہ زندہ ہوگیا:۔** اجمیر شریف کے حاکم نے کسی شخص کو بے گناہ پھانسی دے

دی اور اس کی ماں کو کہلا بھیجا کہ اپنے بیٹے کی لاش کو آ کر لے جائے مگر وہاں جانے کے بجائے بوڑھی عورت پریشان حال حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں چلی آئی وہ زار و قطار رو رہی تھی اور انتہائی دل شکستہ نظر آ رہی تھی جیسے ہی اس کی نظر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑی وہ بیقرار ہو کر آپ کے قدموں سے لپٹ گئی اور فریاد کرنے لگی کہ حاکم وقت نے میرے بیٹے کو بے گناہ ہونے کے باوجود پھانسی دے دی ہے میرے بیٹے کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں میں آپ کے پاس اپنا بیٹا لینے آئی ہوں۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے محبت اور ہمدردی کے ساتھ تسلی دی کہ روزِ قیامت ہر ظالم سے بدلہ لیا جائیگا اور ہر مظلوم کو اس کا حق دلایا جائے گا تو صبر کر تیرے ساتھ بھی انصاف ہوگا مگر وہ بوڑھی عورت کرب و اضطراب سے یہی کہتی رہی کہ اگر مجھے میرا بیٹا نہ ملا تو میں یہیں رو رو کر دم توڑ دونگی مگر اپنے بیٹے کو لئے بغیر ہرگز نہ جاؤنگی۔ بوڑھی عورت کی ہذیانی کیفیت میں اضافہ ہوگیا وہ یہی کہتی رہی کہ مجھے لوگوں نے بتایا ہے کہ اللہ آپ کی دعائیں سب سے زیادہ سنتا ہے آپ مجھے میرا بیٹا دلا دیں۔ سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رہا نہ گیا اور آپ نے بوڑھی عورت سے فرمایا مجھے اپنے بیٹے کی لاش کے پاس لے چلو چنانچہ بوڑھی عورت حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مقتل گاہ لے آئی پھر بیقراری کے ساتھ اپنے بیٹے کی لاش سے لپٹ گئی شدتِ غم سے اس کا دل پگھلا جا رہا تھا۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقتول کی لاش کے قریب آئے اور اس سے فرمایا کہ اگر تو مظلوم ہے تو خدا کے حکم سے زندہ ہو جا۔ کچھ ہی لمحوں کے بعد مقتول کے بے جان جسم میں حرکت پیدا ہوئی پھر اس نے آنکھیں کھول دیں اور دوسرے ہی لمحے دونوں ماں بیٹے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں سے لپٹ گئے آج سلطان الہند کی دعا کی برکت یوں ظاہر ہوئی کہ ماں کو اپنا بیٹا مل گیا۔

(۱۷) **آگ بے اثر ہوگئی:۔** بغداد میں دریا کے کنارے سات آتش پرست تھے جو

طرح طرح کی شعبدہ بازیاں دکھا کر اپنا گرویدہ بناتے تھے لوگ ان کے شعبدوں کے سبب انہیں روحانیت کے ارفع و اعلیٰ درجے پر سمجھتے تھے۔ دریا کے کنارے میں ان آتش پرستوں نے ایک بڑے سے دائرے میں آگ روشن کی ہوئی تھی جو کبھی نہیں بجھتی تھی بلکہ مسلسل بھڑکتی رہتی تھی۔ اہل بغداد کو ان آتش پرستوں کی سرگرمیوں سے فکر لاحق ہوگئی کہ کہیں ضعیف الاعتقاد لوگ ان کے جال میں پھنس کر ان کے باطل دین کو اختیار نہ کرلیں اور گمراہی کا شکار نہ ہوجائیں چنانچہ وہ سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے خدشے کا اظہار کیا چنانچہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان آتش پرستوں کی طرف تشریف لے گئے اور ان آتش پرستوں کو سمجھایا کہ جس آگ کو تم خدا سمجھ کر اس کی پوجا کررہے ہو یہ آگ خدا نہیں بلکہ خدا کی بنائی ہوئی ایک مخلوق ہے تم اگر یہ سمجھتے ہو کہ یہ آگ اپنے پجاریوں کو نہیں جلاتی تو یہ تمہاری بھول ہے۔ آگ کا کام جلانا ہے جو اس کی زد میں آئیگا اسے جلا ڈالے گی ہاں اگر اللہ وحدہ لاشریک چاہے تو آگ بے اثر ہوجائے۔
آتش پرست حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بولے اچھا اگر واقعی تم سچے ہو اور تمہارا خدا اس آگ کا خالق ہے تو پھر تم اس آگ سے گزر کر دکھاؤ اور اپنے خدا سے کہو کہ تمہیں آگ سے صحیح سلامت گزار دے تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ تم اپنے دعوتِ توحید میں کتنے سچے ہو۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی بات سن کر اپنے ایک خادم کو حکم فرمایا کہ یہ لو میرے جوتے اور انہیں اس بھڑکتی آگ میں ڈال دو۔ خادم نے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے آپ کی نعلین اُٹھائیں اور بھڑکتی آگ میں ڈال دیں کچھ ہی لمحوں کے بعد یہ دیکھ کر آتش پرستوں اور وہاں موجود لوگوں پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ آگ تسلسل سے بھڑک رہی تھی مگر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جوتے اس بھڑکتی آگ میں اس طرح صحیح سلامت رکھے تھے جیسے آگ کے بجائے خالی زمین پر رکھے ہوں پھر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ تم آگ میں جا کر میرے جوتے نکال لاؤ۔ خادم بغیر کسی

گھبراہٹ کے آگ میں داخل ہوا اور حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نعلین آگ میں سے نکال لایا نہ نعلین پر آگ کا کچھ اثر ہوا نہ خادم پر۔ یہ دیکھ کر وہ آتش پرست حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گر گئے انہوں نے جان لیا کہ جس آگ کو وہ آج تک پوجتے رہے وہ تو اپنے خالق حقیقی کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے چنانچہ وہ مخلوق کی پرستش چھوڑ کر ایک معبودِ حقیقی اللہ عزوجل پر ایمان لے آئے۔

(۱۸) **منافق جاسوس**:۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب تبلیغ دین کا آغاز کیا تو بت پرست آپ کے پُر اثر لب و لہجے دعوتِ دین کے انداز سے متاثر ہو کر آہستہ آہستہ اپنے باطل دین کو چھوڑ کر دین حق کے دامن میں پناہ لینے لگے یہاں تک کہ بت پرستوں کی ایک بہت بڑی آبادی نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر دین اسلام قبول کر لیا۔ ہندو راجپوت اور ان کا حکمران اس صورتحال سے سخت پریشان تھے چنانچہ انہوں نے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان تبلیغی کوششوں کو ناکام بنانے کا ایک نیا منصوبہ بنایا انہوں نے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے اپنے ایک درباری امیر کو تیار کیا جو حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جا کر صرف ظاہری طور پر اسلام قبول کرے اور پھر ہمہ وقت حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ساتھ رہے تاکہ حالات سے مطلع کر سکے تاکہ حالات کا بروقت مقابلہ کیا جا سکے۔

چنانچہ ایک دن وہی درباری حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو جانے کی خواہش کا اظہار کیا مگر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اس نے پھر اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں تو حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جس کو اللہ ایمان کی دولت سے محروم رکھنا چاہے اُسے میں کیسے یہ دولت دے سکتا ہوں۔ یہ سن کر بھی وہ درباری اسلام قبول کرنے کی ضد پر اڑا رہا مگر آپ

نے کوئی توجہ نہ دی بالآخر وہ ناکام ہوکر لوٹ گیا مگر پھر دوسرے دن اپنے ساتھ چند راجپوت درباریوں کو بھی ساتھ لایا وہ درباری حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مخاطب ہوئے کہ یہ شخص کل آپ کے پاس حاضر ہوا اور اسلام قبول کرنے کی خواہش کا اظہار کیا مگر آپ نے ان کی خواہش پوری نہیں کی اس کا کیا سبب ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اسلام میں کسی منافق کی گنجائش نہیں اور یہ شخص صرف منافق ہی نہیں بلکہ جاسوس بھی ہے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمایا تھا کہ راجپوتوں کے ہوش اڑ گئے انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کا یہ خفیہ منصوبہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں ظاہر کر دینگے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزید ارشاد فرمایا اس کی قسمت میں ہدایت نہیں یہ بڑی بے کسی کی موت مرے گا۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمان حرف بہ حرف درست ثابت ہوا۔ شہاب الدین غوری کے اجمیر پر حملے میں خونی معرکہ آرائی ہوئی راجپوت حکمران کو شکست فاش ہوئی وہ گرفتار ہوا جبکہ یہ جاسوس عبرت ناک موت سے دو چار ہوا۔

(۱۹) **دولت کا سمندر**:۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حلقہ اسلام وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا تھا۔ ماضی میں اجمیر کوئی خوشحال اور امیر شہر نہ تھا بلکہ اس کی آبادی زیادہ تر غریب، مفلس اور خستہ حال باشندوں پر مشتمل تھی۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں لوگوں کی روحانی و باطنی تربیت و اصلاح کا کام انجام دیتے وہیں بھوکوں کو کھانا کھلانا اور ان کے لباس وغیرہ کی ضروریات بھی پوری فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اجمیر کے تمام غریب و نادار حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ کے گرد جمع رہتے تھے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ سے ایک بڑا لنگر خانہ قائم ہو گیا تھا جہاں سے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ صبح و شام اپنے پیٹ کی آگ بجھانے آیا کرتے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ دستور تھا کہ وہ کبھی کسی بادشاہ، وزیر یا امیر لوگوں کی نذر و نیاز تحائف وغیرہ قبول نہ فرمایا کرتے تھے۔ اس کے باوجود خانقاہ میں

شب و روز غریبوں، محتاجوں کی بھیڑ لگی ہوتی اور وہ آتے اور اپنا پیٹ بھر کر جایا کرتے تھے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لنگر خانہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا تھا امیر، وزیر، حاکم، رعایا سب حیران تھے کہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اتنے بڑے لنگر خانے کے اخراجات آخر کہاں سے پورے ہوتے ہیں۔ بعض نے کافی سراغ لگانے کی کوشش کی کہ کسی طرح معلوم ہو جائے غریبوں کے طعام و لباس کے لئے پیسہ کہاں سے آتا ہے مگر وہ سراغ لگانے میں ناکام رہے۔

ان بھوکوں کو کھانا کھلانے کے لئے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کئی خدمت گزاروں کو یہ خدمت سونپی تھی کوئی بازار سے اشیائے خوردنی لاتا کوئی کھانا پکانے کا انتظام کرتا کچھ خادمین کھانا کھلانے پر مامور تھے ان خادمین میں سے ایک خصوصی خادم تھا جسے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خریداری کے لئے رقم عطا فرمایا کرتے تھے۔ یہ خادم حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتا تھا۔ ایک دن ایک مالدار شخص نے اس خادم خاص سے کہا کہ سنا ہے کہ اتنے بڑے لنگر خانے کو چلانے کا انتظام خفیہ طور پر شہنشاہ ہندوستان اور دیگر امراء و وزراء کے سپرد ہے جو اس کے اخراجات پورے کرتے ہیں اور شہرت و ناموری اس درویش کی ہوتی ہے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ خادم خاص اپنے پیر و مرشد کی ذات پر کئے گئے اس طنز کو برداشت نہ کر سکا اس کا چہرہ شدتِ جذبات سے سرخ ہو گیا اور اس سے ضبط نہ ہو سکا اس نے امیر شخص کو جواب دیا کہ کوئی امیر وزیر میرے پیر و مرشد کی عطاؤں کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے اور انہیں کیا دے سکتا ہے۔ میرے پیر و مرشد کو تو بادشاہِ حقیقی غیب کے خزانوں سے عطا فرماتا ہے میرے شیخ کے مصلیٰ کے نیچے دولت کا سمندر ہے جو بہہ رہا ہے، روزانہ خرچ کے لئے جب بھی رقم کی ضرورت پڑتی ہے تو شیخ اپنے مصلیٰ کا ایک کونا اُٹھا دیتے ہیں اور بے شمار خزانہ ظاہر ہو جاتا ہے ضرورت مندوں کی خوراک و لباس کے جتنی رقم درکار ہوتی ہے، روزانہ لے لی جاتی ہے یہ وہ دولت ہے جو اللہ

نے میرے شیخ کو بطورِ انعام بخشی ہے۔

مالدار شخص نے جب یہ سنا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں بے ساختہ بولا مجھے بھی ایک بار بس وہ دولت کا بہتا سمندر دکھا دو جو تمہارے شیخ کے مصلیٰ کے نیچے بہہ رہا ہے میں ایک بار اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس خادم خاص کو جوشِ جذبات میں آکر اس راز کو فاش کر دینے کا بے حد صدمہ ہوا اس نے کانپتی آواز سے کہا کہ میرے شیخ کی کرامت کوئی تماشا نہیں ہے جو تمہیں دکھاؤں یہ کہتا ہوا وہ لرزتے قدموں سے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدموں میں گر پڑا اور زار و قطار روتے ہوئے عرض کرنے لگا یا سیدی مجھے معاف فرما دیں میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا میرے دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ کوئی میرے شیخ پر طعنہ زنی کرے میرے اس گناہ کو معاف فرما دیں کہ میں آپ کے راز کو راز نہ رکھ سکا۔ خادم نے مزید کچھ کہنا چاہا تو حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے اسے معاف فرما دیا۔

(۲۰) اللہ کا دوست:۔ ایک دن حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ آپ کے سامنے سے شراب کے نشے میں دھت ایک امیر ہندو گزرا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر تھوڑی دیر سر جھکا کر کھڑا رہا پھر ہاتھ جوڑ کر عرض گزار ہوا کہ حضور اس گناہ گار کا سلام قبول کرلیں میں آپ کے قریب آنا چاہتا ہوں مگر اپنے گناہوں سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ لڑکھڑاتے قدموں سے چلا گیا حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے عقیدت مندوں سے ارشاد فرمایا اس شخص کو دیکھو یہ اللہ کا دوست جا رہا ہے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان الفاظ نے سب کو حیران کر دیا کیونکہ وہ اس ہندو راجپوت کو جانتے تھے کہ یہ ایک نہایت بدکار شخص ہے رات بھر رقص و سرور میں مست ہو کر خوبصورت عورتوں سے دل بہلانا،

دن بھر نشے میں دھت سوئے پڑے رہنا اس کا معمول تھا ایک ایسے فاسق و فاجر، بدکار کافر کا اللہ کا دوست ہونا یقیناً ایک اچھنبے کی بات تھی۔ کچھ دنوں کے بعد پھر وہی واقعہ ہوا وہ ہندو راجپوت شراب کے نشے میں مست جھومتا ہوا آیا پھر حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آ کر رک گیا اور سر جھکاتے ہاتھ جوڑ کر بولا حضور اس بدکار کا سلام قبول کریں نامعلوم کیوں میرے ناپاک قدم آپ کی طرف کیوں اٹھ جاتے ہیں یہ کہہ کر حسب معمول وہ پھر شراب کے نشے میں جھومتا ہوا چلا گیا۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر اپنے عقیدت مندوں سے ارشاد فرمایا اس شخص کو غور سے دیکھ لو یہ اللہ کا دوست جا رہا ہے۔ اس بار بھی عقیدت مند یہ سن کر حیران رہ گئے مگر سلطان الہند سے سامنے کو پوچھنے کی ہمت نہ کر سکے۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کوئی یقین کرے یا نہ کرے مگر پھر بھی یہی کہوں گا کہ یہ اللہ کا دوست ہے بالآخر ایک عقیدت مند کھڑا ہوا اور ہاتھ جوڑ کر عرض گزار ہوا یا سیدی آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں مگر ہم اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اللہ بے نیاز ہے وہ چاہے تو کسی کو بے سبب ہی عطا فرما دے عنقریب اللہ اس شخص پر اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دے گا اور یہ شخص اپنی آنکھوں سے اس کرم کا نظارہ کرے گا۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ وہی شرابی ہندو راجپوت مضبوط قدموں اور ہوش و حواس کے ساتھ سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا لو دیکھو اللہ کا دوست آ گیا پھر وہ شخص آگے بڑھا اور حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں سر رکھ کر زار و قطار رونے لگا اور عرض گزار ہوا آقا غلام حاضر ہے میں اب آپ کے در کے سوا اور کہیں نہیں جاؤں گا مجھے قبول فرما لیں۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی بیقراری ملاحظہ فرمائی اور ارشاد فرمایا تجھے مبارک ہو تو اللہ کے دوستوں میں شامل ہے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے گلے لگایا اور اسے ایمان کے نور سے مالا مال کر دیا پھر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس نے شراب

کے برتن توڑ دیئے، رقص و سرور کی محفلوں کو اجاڑ دیا اور اپنا تمام سرمایہ مخلوقِ خدا میں لٹا کر خود حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گر کر خود کو ہمیشہ کے لئے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی غلامی میں دے دیا۔

(۲۱) **پیشانی پر تحریر**:۔ جب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس دنیائے فانی سے پردہ فرمایا تو عقیدت مندوں پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہر کوئی غم واندوہ کی تصویر بنا نظر آرہا تھا۔ لوگ ہچکیوں کے ساتھ زاروقطار رو رہے تھے ان ہی ہچکیوں آنسوؤں کے ساتھ چند خادم حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرہ مبارکہ پر چادر ڈالنے کے لئے آگے بڑھے تو ان کی نظر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی مبارک پر پڑی وہ یہ دیکھ کر دم بخود رہ گئے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی مبارک پر ایک روشن تحریر واضح طور پر چمک رہی تھی

حبیب اللّٰہ مات فی حبیب اللّٰہ   اللہ کے دوست نے اللہ کی محبت میں وفات پائی

یہ تحریر قدرت کی طرف سے ایک عجیب وغریب نشانی تھی جو یہ پتا دے رہی تھی کہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقام بارگاہ الٰہی میں کس قدر قرب ومنزلت کا حامل تھا۔ اس نشانی کو دیکھ کر مخالفین بھی اس بات کے معترف ہو گئے کہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ کے دوست تھے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی مبارک پر روشن چمکتی تحریر نے مسلمان تو مسلمان بلکہ ہندوؤں کو بھی بہت متاثر کیا یہاں تک کہ ان میں سے بے شمار ہندوؤں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعد از وصال یہ شان وعظمت دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔ (سبحان اللہ)

(۲۲) **عذاب سے چھٹکارا**:۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک مرید کے جنازے میں تشریف لے گئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر اپنے دست مبارک سے اپنے مرید کو قبر میں اتارا۔ تدفین کے بعد تقریباً سب ہی لوگ چلے گئے مگر حضرت

سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبر کے پاس تشریف فرما رہے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اچانک بہت غمگین وافسردہ نظر آنے لگے پھر کچھ ہی دیر بعد آپ کی زبان مبارک پر الحمد للہ رب العلمین جاری ہوا۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اکبر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی اس کیفیت کے بارے میں پوچھا تو حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا میرے اس مرید کے پاس عذاب کے فرشتے آپہنچے جس کے سبب میں پریشان اور افسردہ ہوگیا مگر پھر کچھ ہی دیر بعد میرے پیر ومرشد حضرت سیدنا خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبر میں تشریف لے آئے اور عذاب کے فرشتوں سے میرے مرید کی سفارش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اے فرشتو! یہ بندہ میرے مرید معین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید ہے اس کو چھوڑ دو۔ فرشتے کہنے لگے یہ بہت ہی گناہ گار شخص تھا۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ غیب سے آواز آئی اے فرشتو! ہم نے عثمان ہارونی کے صدقے معین الدین چشتی کے مرید کو بخش دیا ہے۔ (سبحان اللہ)

(۲۳) ڈاکو مسلمان ہوگئے:۔ ایک مرتبہ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے چند مریدوں کے ساتھ ایک جنگل سے گزر رہے تھے اس جنگل میں کچھ ڈاکو بھی رہتے تھے جو اس جنگل کے پاس سے گزرنے والے کو لوٹ لیا کرتے تھے اور پھر جنگل میں جا کر روپوش ہو جایا کرتے تھے۔ جب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدوں کے ساتھ اس جنگل سے گزرے تو ڈاکو جو پہلے ہی اپنے شکار کی تاک میں تھے اچانک باہر نکل آئے اور حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے مریدوں کو گھیر لیا اور چھینا جھپٹی شروع کر دی۔ اسی دوران حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ایک خاص نگاہ کرامت ڈاکوؤں پر ڈالی۔ نگاہ کا پڑنا تھا کہ ڈاکوؤں کی دل کی دنیا ہی بدل گئی وہ تھر تھر کانپتے ہوئے حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گر پڑے اور زار وقطار روتے ہوئے معافی کے طلبگار ہوئے۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں معاف فرما دیا اور پھر ڈاکوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق

پرست پر اسلام قبول کرلیا۔ حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں چند نصیحتیں ارشاد فرمائیں ان نصیحتوں کا ڈاکوں پر گہرا اثر ہوا اور وہ گناہوں سے تائب ہو کر ہمیشہ کے لئے نیکی کی راہ پر گامزن ہو گئے۔

(۲۴) **نیل گائے بیٹھ گئی:** ۔ ایک مرتبہ شہنشاہ جہانگیر شکار کے لئے نکلا اسے ایک نیل گائے نظر آئی چنانچہ تین کوس تک اس نیل گائے کا پیچھا کیا مگر وہ ہاتھ نہ آئی تھک ہار کر اس نے نذر مانی کہ اگر یہ نیل گائے شکار کرلوں تو اس کا گوشت پکا کر فقراء کو کھانا کھلاؤں گا اور اس کا ثواب حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پاک کو ایصال کردوں گا چنانچہ ابھی نذر مانی ہی تھی کہ نیل گائے بھاگتے بھاگتے اچانک رک گئی اور جہانگیر نے اس کا شکار کیا پھر اس کا گوشت پکا کر فقراء کو کھانا کھلایا۔ اسی واقعہ کے دو یا تین دن بعد جہانگیر پھر شکار کے لئے روانہ ہوا اتفاقاً پھر اُسے ایک نیل گائے نظر آئی۔ جہانگیر صبح سے شام تک اس کا پیچھا کرتا رہا مگر وہ نیل گائے کسی طرح شکار نہ ہوئی اور کسی مقام پر نہ ٹھہری چنانچہ جہانگیر اس کے شکار سے مایوس ہو کر تھک گیا پھر اچانک اس کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے یا سلطان الہند خواجہ غریب نواز یہ نیل گائے بھی آپ کی نذر کرتا ہوں۔ ابھی جہانگیر کے منہ سے الفاظ نکلے ہی تھے کہ نیل گائے اچانک بیٹھ گئی اور جہانگیر نے فوراً اس کو شکار کرلیا اور اس کا گوشت پکا کر فقراء کو کھلائے جانے کا حکم دے دیا۔

(۲۵) **روضۂ مبارک سے آواز آئی:** ۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ عرصہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ میں معتکف رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دورانِ عرفہ کی رات آئی میں نے روضہ مبارک کے نزدیک ہو کر نماز ادا کی اور وہیں قرآنِ پاک کی تلاوت میں مشغول ہو گیا۔ تھوڑی رات ہی گزری تھی کہ میں نے پندرہ پارے ختم کر لئے۔ سورۂ کہف یا سورۂ مریم کی تلاوت کے دوران ایک حرف مجھ سے ترک ہو گیا تو حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک سے فوراً آواز آئی کہ تلاوت میں یہ

حرف چھوٹ گیا ہے اسے پڑھو۔ پھر دوبارہ آواز آئی عمدہ پڑھتا ہے خلف الرشید ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ جب میں قرآن پاک پڑھ چکا تو حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پائنتی پر سر رکھ دیا اور رو رو کر استغاثہ پیش کیا کہ نامعلوم میں کون سے گروہ میں سے ہوں ابھی اسی فکر میں غلطاں تھا کہ روضہ مبارک سے آواز آئی کہ جو یہ نماز پڑھتا ہے وہ بخشے ہوؤں میں سے ہے۔ پھر میں نے وہاں سے بہت سی نعمتیں حاصل کیں اور واپس چلا آیا۔

جن کتب سے استفادہ کیا گیا۔

(۱) سالک السالکین
(۲) دلیل العارفین
(۳) سیدالعارفین
(۴) سیر الاقطاب
(۵) خزینۃ الاصفیاء
(۶) انیس الارواح
(۷) فوائد السالکین
(۸) توزک جہانگیری
(۹) اخبار الاخیار
(۱۰) اسرار الاولیاء
(۱۱) ملفوظات خواجگان چشت
(۱۲) خوفناک جادوگر

سلسلہ چشتیہ
اور محفل سماع

محفل سماع کے نازک مسئلہ پر ہم خود کچھ کہنے کے بجائے بزرگوں کے اقوال نقل کرتے ہیں تاکہ اہل ادب کو کچھ کہنے کا موقع نہ رہے اور بات بھی پوری طرح واضح ہو جائے۔

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں ارشاد فرماتے ہیں) "رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ سماعِ محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارضِ مانع مرتفع ہوں تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔ کمافصلہ الامام الغزالی رحمہ اللہ۔ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویلیں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اس کا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اس وقت اکثر مجالس میں مفقود ہے۔ تاہم۔

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرو۔"

(حضرت مولانا مفتی خلیل خان برکاتی اس کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں) مسئلہ سماع میں یہ فقیر بے توقیر اپنے علم و دانش اور فہم و دانست کی روشنی میں سماع کے شائقین کو تین جماعتوں میں تقسیم کرتا اور ہر ایک سے متعلق چند بنیادی امور کے بیان پر اکتفا کرتا ہے۔ ناظرین اگر اسے حق وصواب پر مشتمل پائیں تو اپنی نیک دعاؤں سے محروم نہ کریں اور قصور

وکوتاہی کو حق وصواب میں خلل انداز دیکھیں تو اسے فقیر کی ہیچمدانی وکم علمی پر محمول فرمائیں اور فقیر کی اصلاح کو اپنا معمول بنائیں۔

اقول وباللہ التوفیق سماع جن حضرات کا معمول رہا جن کی جانب منتسب ہے ان میں سرفہرست اُن عارفانِ باخدا اور پاک نفسانِ باصفا کا گروہ حق پژوہ ہے جن کے متعلق صوفیانِ حق آگاہ نے فرمایا کہ

کسانیکہ یزدان پرستی کنند
باوازِ دولاب مستی کنند

ہر وہ نغمہ اور ہر وہ آواز جو اُن کے کانوں سے ٹکراتی ہے وہ اُن کے لئے عالم بالا سے ایک نیا پیام لاتی اور انہیں عالم وجد میں لاکر بےخود ومدہوش بنادیتی ہے تو ان کا سماع محض حروف والفاظ اور نغمہ وآواز کا سننا نہیں ہوتا بلکہ اُس کے ہر پردہ میں عالم غیب کے انوار، ان پر متجلی اور اسرار ورموز غیبیہ اُن پر منکشف ہوتے ہیں۔ اب نہ نفس سرکش کی موشہ زوریاں ان کی راہ روکتی ہیں اور نہ نفسانی خواہشات اُن کے لئے سدراہ بنتی ہیں۔ یہ حضرات ہراین وآں سے بےنیاز، اپنے رب بےنیاز کی بارگاہ میں سربسجود رہتے ہیں۔ ایسے محبوبانِ بارگاہِ الٰہی اور مقربانِ جلالت پناہی کا وجد وسماع، اگر بطریق شرعی بھی مزامیر کے ساتھ پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تب بھی ان کی بارگاہوں میں زبانِ اعتراض دراز کرنا ادب واحتیاط سے گزر کر سوءِ ادبی ومحرومی کے وبال میں گرجانا ہے۔ والعیاذ باللّٰہ تعالٰی

دوسرا گروہ سماع میں مشغول رہنے والوں کا ان تباہ حال، گریبان چاک، دامن آلودہ، دردمندان نامراد، گناہگاران ناشاد کا ہے جن کا دامن توشۂ آخرت سے خالی اور جن کا نامۂ اعمال اعمال صالحہ سے عاری ہے۔ تہی دست، آلودہ دامن، نفس امارہ کے ہاتھوں مجبوراًاور بادہ غفلت سے مخمور۔ ناگاہ کسی ساز یا کسی خوش آواز یا کسی نغمۂ جاں گداز کے سنتے ہی اُسے اپنی بدکاریوں اور خدا

ورسول کے احکام کی خلاف ورزیوں کا خیال آجاتا ہے تو بے اختیار، آہ وفریاد کرنے اور عبرت کی آنکھوں سے ندامت کے آنسو بہانے، کف افسوس ملنے اور بیقرار و بے چین ہو کر پچھاڑیں کھانے لگتا ہے، رحمت الٰہی کی آس باندھے، مغفرت و بخشش کی بھیک مانگتا آگے بڑھتا اور باب کریم کھٹکھٹا تا ہے تو وہ نغمہ وساز اور وہ دل میں اتر جانے والی آواز اس کے حق میں مہمیز و ذریعہ ہے رشد وہدایت کا اور وسیلہ وواسطہ ہے اس کی بخشش و مغفرت کا کہ اسی آواز جاں نواز کی جاروب کے ذریعے وہ گناہوں کی خس و خاشاک سے اپنا سینہ شفاف اور اپنے دل کا صحن پاک وصاف کرتا اور تقرب حاصل کرتا ہے تو جس کی یہ کیفیت ہو وہ بھی سماع سے معذور سمجھا جانا چاہیے۔کیا عجب کہ سماع سے پیدا ہونے والی اس کی یہ کیفیت اُسے مقربانِ بارگاہ تک پہنچادے اور اُس پر محبوبیت کا پرتو پڑ جائے۔گناہگاروں کی آنکھوں سے ندامت وشرمندگی کا ایک ایک آنسو بارگاہِ رحمت میں بڑی وقعت رکھتا ہے احادیث میں وارد کہ رحمت الٰہی شکستہ دلوں سے بہت قریب ہے اور یہ شرم وندامت باعث ہے دل شکستگی کا اور اس حالت دل شکستگی میں جو دعا بندہ کے منہ سے نکلتی ہے اس پر اجابت دعا کے دروازے کھل جاتے ہیں اور رحمت الٰہی اس کی دستگیری فرماتی ہے تو زبانِ طعن اُس پر بھی دراز نہ کریں اور نہ دل میں بدگمانی کو جگہ دیں کہ گناہ حرام ہے۔اے عزیز! تجھے کسی کے دل پر کی اطلاع .قلب کے عیوب پر عالم الغیوب ہی کی نظر ہے اور وہ رب کریم ستار خطا پوش تو تو زبانِ اعتراض کھولنے والا کون۔اگر چہ ایسے اشخاص اور ان صفات کی اہلیت رکھنے والے افراد، نادر الوجود اور کمیاب سہی مگر تو کیا جانے کہ جو بندۂ خدا ان کیفیات سے گزر رہا ہے وہ دریائے رحمت کا شناور ہے یا شیطان کا مسخرہ جسے شیطان کچے دھاگے کی لگام ڈالے کھینچ رہا ہے۔

الحاصل ایسا سماع جو ایسے نتائج لائے ایک غفلت شعار، معصیت کوش کو دروازۂ رحمت تک پہنچائے اور ایک سیاہ کار کو اس کے معاصی پر آگاہ کر کے اُسے توبہ وندامت پر اُکسائے اس پر انکار سے زبان روکنا ہی متقضائے احتیاط ہے خصوصاً عوام الناس کے روبرو کہ وہ اس رد وانکار کو

افسانے کا رنگ دیں گے اور بڑوں پر زبانِ طعن کھولیں گے اور ان دونوں کے عین مقابل اُن کے احوال وکیفیات سے نرا جاہل، شائقین سماع کا تیسرا گروہ ہے جس کے افعال واعمال حالات واحوال ہر ذی عقل، صاحب الرائے پر روشن، سماع کا جلسہ ہے حاضرین میں نام نہاد صوفیوں، علانیہ فسق وفجور کا ارتکاب کرنے والے جاہلوں اور ناخدا ترس گھرانوں کی عورتوں، بے ریش امردوں، نوجوان ونوعمر خوبرو یوں بلکہ کوئی برا نہ مانے تو کہہ دوں کہ شراب نوشوں، حرام خوروں، رسوائے زمانہ، بے شرموں، بدلحاظوں کی اکثریت ہے۔ خود صدر نشین محفل سماع، عموماً علم شریعت وآداب طریقت سے خالی، علوم باطن واسرارِ تصوف تو ان بے دولتوں کے نصیب میں کہاں۔ بزرگانِ دین کے اوراد وظائف اپنے مشائخ بیعت وارادت کے خاندانی ریاض ومجاہدہ سے بھی کالے کوسوں دور احکام شرع متین سے عملاً نفور بلکہ بعض تو نمازِ پنجگانہ سے بھی لاتعلق و بیگانہ ہوتے ہیں اور جو ان میں نمازی کہلاتے ہیں وہ آداب ومستحبات درکنار فرائض وواجبات، مفسدات ومکروہاتِ نماز سے ناواقف محض ہیں مگر جاہل عوام میں اپنی جھوٹی کھوٹی مشیخت کا بازار گرم رکھنے اور اُن سے نذرانے کے نام پر ٹکے سیدھے کرنے کے لئے مجلس سماع کے انعقاد اور اس میں شرکت کو لازم وفرضِ عین جانیں اور پھر اس محل کی رنگ رلیوں میں اشتغال وانہماک کا یہ عالم کہ نہ اذانوں کی پرواہ نہ جماعتوں کا لحاظ، نہ مسجدوں کی حرمتوں پر نگاہ، نہ نمازوں کا پاس، فرائض چھوٹیں، واجبات فوت ہوں، نمازیں جائیں، جماعتیں ہاتھ نہ آئیں مگر مسرور ہیں لذتِ سماع تو ہاتھ لگی، گناہ بے لذت کے طعن سے تو جان چھوٹی۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

پھر ذرا ایک نظر ان قوالوں پر بھی ڈال لیجیے جو قوالی کی ایسی محفلوں کی جان ہوتے ہیں۔ داڑھیاں مونڈائے، مونچھیں بڑھائے، رندوں کے انداز میں، فسق وفجور میں سراپا ڈوبے ہوئے ہیں مگر خوش آواز ہیں تو سب کچھ گوارا بلکہ شرابی کبابی ہوں (جیسا کہ بعض قوالوں کے متعلق سنا جاتا ہے کہ وہ نشہ میں دھت، قوالیاں سناتے ہیں) مگر ہیں خوش الحان، تال سر سے گانے والے تو

حاضرین محفل ان کے دیدار کے لئے بے تاب اور کہیں اگر ان کے ساتھ کوئی نوخیز، خوش آواز امرد ہو تو ان کے نزدیک سونے پر سہاگہ۔ ہر طرف اُس کے ایک ہی نغمہ پر واہ واہ کا شور اور اس شور میں ناچنے والوں کا زور اور ایسے کہ اچھے سے اچھے قاری کی قرأت قرآن پر اور بہتر سے بہتر نعت خواں کی نعت خوانی پر کبھی ان کے دل نہ پسیجے مگر اس محفل میں "اُن نازک پالوں" پر ایسے، جیسے کہ آواز کان میں پڑی اور لگے ناچنے کودنے تھرکنے اور چیخ و پکار اس پر مستزاد۔ یہ گویا عالم وجد میں ہیں کیفیت ان پر طاری ہے اور یہ یاد جاناں میں منہمک ہیں اور انہماک و استغراق بھی کیسا کہ قوالوں کے منہ سے نکلنے والے اشعار و ابیات جتنے زیادہ قید شرع سے آزاد اور جس قدر بے قیدی و آزاد روی پر مشتمل ہوں اتنے ہی زیادہ ان کے حق میں شور و غوغا کے باعث۔ علمائے دین کہ اساطین شرع و ملت ہیں ان کی توہین و صریح اہانت یا کم از کم کنایت و اشارت جن اشعار و ابیات سے ہویدا ہو اُن کی تکرار عبث۔ ان کے ذوقِ بدذوقی کی موجب تو کیا ایسے نفس پرستوں کے ایسے مجموعہ فسق و فجور اور بیہودگیوں، ناخدا ترسیوں پر مشتمل ایسی قوالیوں کی ایسی محفلوں کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے حاشا ہر گز نہیں۔

خدارا! "دل" صاحب انصاف سے انصاف طلب ہے کیا قوالیوں کی ایسی آلودہ محفلوں کو اُن پاک بازان عشق کی مجالس سماع سے کوئی بھی نسبت متصور ہو سکتی ہے اور کیا ان نفس پروروں کی ایسی محفلوں کو اُن پاک نفسانِ باصفا کی مجالس سماع پر قیاس کا تصور بھی کیا جاسکتا ہے۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے ارشاد فرمایا کہ ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گناہگار ہیں اور ان سب کا گناہ، ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اُس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والوں کے ماتھے حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں سے ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ

الگ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔

وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے (طبلہ ہارمونیم اور دوسرے مزامیر و آلاتِ لہو و لعب کا دام نہ بچھاتے) تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے اس لئے ان سب کا گناہ اُن دونوں پر ہوا۔ پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اُس بلانے والے پر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں اُن سب کے برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اُس کے بلانے پر چلیں اُن سب کے برابر اُس پر گناہ ہو اور اس سے اُن کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔ (مسلم شریف وغیرہ)

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں از انجملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہوں کو یعنی زنا کو اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔ بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا بھولے صوفی بادیدہ مست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعہ یا متشابہ پیش کرتے ہیں اُنہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متیقن (بالیقین اپنے معنی پر متعین) کے آگے محتمل (کہ شاید یہ معنی ہوں شاید وہ مراد ہوں) محکم (جس میں کوئی اشتباہ نہیں) کے حضور متشابہ (جس کی قطعی مراد پر وقوف نہیں) واجب الترک ہے (لہٰذا حدیث صحیح کے ہوتے حدیث ضعیف پر عمل غیر مقبول جس کی مراد بالقطع والیقین معلوم اس کے سامنے محتمل پر حمل غیر معتبر۔ یوں ہی محکم کی موجودگی میں متشابہ کو سند بنانا غیر مستند لازم ہے کہ ان پر عمل نہ کیا جائے) پھر کہاں قول، کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم (وہ

دلیل جس سے کسی فعل کی حرمت ثابت ہو) کجا مبیح (کہ جواز واباحت کا نتیجہ لاتا ہے) ہر طرح یہی واجب العمل۔ اسی کو ترجیح (یہی سند، یہی قابل استناد) مگر ہوس پرستوں کا علاج کس کے پاس ہے کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے، اقرار لاتے یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں۔ نہ خدا سے خوف، نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدین، سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم وعنا بھم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرام ست۔

مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوبِ الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ ''کشف القناع عن اصول السماع'' تحریر فرمایا اس میں صاف ارشاد فرمایا کہ

''اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنھم فبریٔ عن ھزہ التھمہ وھو مجرو صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ۔''

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس میزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمالِ صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔

للہ انصاف! اس امام جلیل خاندانِ عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل کے مدعیان خام کار کی تہمت بے بنیاد۔ ظاہرۃ الفساد۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

سیدی مولانا محمد مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم، فرید الحق والدین گنج شکر خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں

''حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ العزیز می فرمود کہ چندیں چیز باید تا

سماع مباح شود، مسمع و مستمع و مسموع و آلہ اسماع۔ مستمع یعنی گوئندہ مرد تمام باشد کودک نہ باشد و عورت نہ باشد۔ و مستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد۔ و مسموع آنچہ می گویند فحش و مسخرگی نباشد۔ و آلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ رباب و مثلِ آں می باید کہ درمیان نباشد۔ این چنیں سماع حلال ست۔"

یعنی سماع مباح و روا ہونے کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں۔ مسمع، مستمع، مسموع اور آلہ سماع. مسمع یعنی سنانے والا پورا مرد ہو، نو خیز لڑکا اور عورت نہ ہو، مستمع یعنی سننے والا اس کے لئے ضروری ہے کہ یادِ حق سے خالی نہ ہو۔ مسموع جو کلام سنایا جائے اس میں فحش (کہ قابل مواخذۂ شرعی ہو) اور مسخرہ پن نہ ہو اور آلہ سماع میزامیر ہیں مثلاً طبلہ، سارنگی، ستار وغیرہ ان میں سے کچھ موجود نہ ہو ان شرائط کو ملحوظ رکھ کر سماع حلال ہے۔ محمد خلیل عفی عنہ

مسلمانوں! یہ فتویٰ ہے سرور و سردار سلسلۂ علیہ چشت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے۔ نیز سیر الاولیاء شریعت میں ہے کہ

"یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرضداشت کہ دریں روزھا بعضے از درویشانِ آستانہ دار، در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند۔ فرمود نیکو نکردہ اند۔ انچہ نامشروع ست ناپسندیدہ است۔ بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند۔ یا ایشاں گفتند کہ شما چہ کردید۔ دراں مجمع مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید۔ ایشاں جواب داد ندکہ ماچناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ ایں جا مزامیر ست یا نہ۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود، ایں جواب ہم چیزے نیست۔ ایں سخن در ہمہ معصیت ہا بیاید۔"

یعنی ایک بار حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے عرض کی آج کل بعض خانقادار درویشوں نے ایسی محفل میں جہاں طبلہ سارنگی ستار وغیرہ تھے رقص کیا۔ ارشاد فرمایا ان لوگوں نے یہ اچھا نہ کیا جو بات شرعاً ناروا ہے وہ کسی طرح پسندیدہ نہیں۔

کسی نے عرض کیا جب وہ لوگ اُس محفل سے اُٹھ کر آئے تو دوسرے لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا وہاں تو مزامیر تھے تم نے وہاں قوالی کیسے سنی؟ پھر رقص بھی کیا۔ وہ بولے ہم ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں مزامیر کی خبر ہی نہ ہوئی۔

حضرت شیخ المشائخ نظام الحق والدین نے فرمایا یہ جواب تو شرعاً کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا یہ حیلہ تو تمام گناہوں کے لئے سند بنایا جا سکتا ہے۔

محمد خلیل عفی عنہ

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی کیسا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ تو ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پیئے اور کہہ دے شدتِ استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی زنا کرے اور کہہ دے غلبہ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جُروا (بیوی) ہے یا بیگانی۔

اللہ تعالیٰ اتباع شیطان سے بچائے اور اُن سچے محبوبانِ خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے ۔آمین الٰہ الحق آمین بجاھھم عندک آمین والحمد للہ رب العلمین۔ کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی واللہ الہادی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت حصہ اول ملخصاً)

سیدی و مرشدی سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی قدس سرہ نے اسی مسئلہ سماع کی بحث میں اصح التواریخ جلد اول صفحہ ۱۳۷ پر تحریر فرمایا کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی جو اجلّہ خلفائے حضرت سلطان المشائخ اکابر مرشدانِ شانِ چشت سے ہیں قدست اسراہم

ان کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مجموعہ مکتوبات موسومہ المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل میں ہے

"منتسبان سلسلۂ مخدوم شیخ نصیر الدین محمود قدس اللّٰہ تعالی سرہ غایت اجتناب واحتراز از شنیدن مزامیر دارند۔ وایشاں می گویند کہ شیخ فرمودند کہ ھرکہ سماعِ مزامیر کند از عقد بیعت و مریدی ما برآید۔"

حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ تعالی سرہ کے سلسلہ والے نہایت احتراز اور پرہیز مزامیر کا گانا سننے سے رکھتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے فرمایا ہے جو کوئی مزامیر کا گانا سنے گا وہ ہماری بیعت و مریدی سے نکل جائے گا۔

نیز حضرت شیخ محقق اسی مجموعہ مکاتیب میں فرماتے ہیں

"از سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ می آرند کہ درمبادی حال سماع کردے وبااھل سماع نشستے ودر آخر ترک کرد۔ گفتند چرا سماع نہ کنی ونشنوی۔ فرمود از کہ بشنوم وباکہ بشنوم۔ اشارت کرد، بفقد اخوان ویاراں کہ از انہامی شنید وبآنہامی نشست۔ زیراکہ سماع ایشاں از اھل بود وبااھل بود چہ اختیار مشائخ سماع را درجائیکہ کردہ اند بشروط وآداب بودکہ درکتب ایشاں مذکور ومسطور ست۔ وگاہ گاھے بود نہ برطریق استمرار وعادت وچوں جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترکِ سماع درزمانِ خود بجھت فقد اخوان وشرائط کرد، دیگر چہ تواں گفت۔"

یعنی حضرت سید الطائفہ سرگروہ سلاسل صوفیہ صافیہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ ابتدائے حال میں سماع سنتے اور اہل سماع کے ساتھ بیٹھتے۔ آخر میں چھوڑ دیا لوگوں نے عرض کیا آپ کیوں سماع نہیں سنتے۔ حضرت نے جواب دیا کس سے سنوں اور کس کے ساتھ سنوں۔

شیخ محقق فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت نے اپنے دوستانِ طریق اہل سماع کے جاتے رہنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے جن سے آپ سماع سنتے اور جن کے ساتھ بیٹھ کر سنتے تھے۔ اس لئے کہ ان حضرات کا سماع سنانے والے بھی اہل ہوتے تھے اور اہل ہی کے ساتھ بیٹھ کر ہوتا تھا کہ مشائخ کرام نے جہاں بھی سماع سنا ہے وہ اس کی شرطوں اور آداب ہی کے ساتھ سنا ہے جو اُن کی کتابوں میں مذکور ہیں اور کبھی کبھی سنا ہے نہ ہمیشہ اور عادت کے طور پر۔

شیخ محقق فرماتے ہیں کہ جب حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد مبارک میں (حضرت کا وصال شریف ۲۹۷ھ میں ہوا کمافی الرسالۃ القشیریۃ) سماع کے اہل لوگوں کے جاتے رہنے اور اس کے شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا تو دوسرے لوگ بعد والے کیا کہہ سکتے ہیں۔

فقیر (محمد میاں قادری) کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ خصوصاً اس چودھویں صدی میں جبکہ فسق و فجور کی یہ کثرت اور زور ہے اور خود سماع سننے اور سنانے والے سب کی وہ حالت ہے جس کا مختصر بیان گزرا کون عاقل ایمان دار اس میں ایک لمحے کے لئے تامل کرسکتا ہے کہ یہ سماع قطعاً سخت اشد حرام اور یہ لوگ سماع کے قطعاً نا اہل ہیں۔ انتہی

اور اگر باتکلف وجد کرتا ہے تو ٹھکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریاو اظہار کے لئے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بہ نیت خالص مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن و محمود ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "من تشبہ بقوم فھو منھم" جو کسی قوم کا مشابہ بنے وہ انہیں میں سے ہے۔ انتہی بلفظہٖ تو بلا دلیل شرعی اُس پر زبان اعتراض نہ کھولنا ہی موجب خیر و صلاح ہے۔ محمد خلیل عفی عنہ

صاف ظاہر ہوا کہ عرس اولیائے کرام کے لئے محفل سماع کا اہتمام وانصرام نہ عرس کی حقیقت میں داخل ہے نہ اس کے انعقاد کے لئے شرط و لازم۔ ہاں قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و نعت

خوانی و وعظ و ایصالِ ثواب و اطعام طعام اور تقسیم تبرک جیسے امورِ مستحسنہ کا مجموعہ ضرور ہے اور مجموعہ امور مستحسنہ کا مستحسن ہوتا ہے اور ان کے اجتماع سے کوئی ایسا نیا حکم پیدا نہیں ہوتا جو احاد کے احکام کے منافی ہو بلکہ حق یہ ہے کہ اُس کا حسن ہر واحد سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ گزرا کہ جیسے بالوں کی رسی ہر بال سے زیادہ قوت رکھتی ہے اور بڑی جماعت کی خبر احاد کے ظنی رہنے کے باوجود مفید یقین کی ہو جاتی ہے اور حدیث ضعیف کہ متعدد طرق سے مروی ہو حسن ہو جاتی ہے۔ کما فی اشعة اللمعات و غیر ھا من الاسفار

الغرض نفس عرس و فاتحہ کا جائز و مستحب، محبوب و مستحسن ہونا۔ حضراتِ علماء کرام اہل سنت نے اس طرح ثابت کر دیا کہ کسی عاقل کو سوائے تسلیم کے چارہ نہیں جس کا نفیس خلاصہ اس فقیر بے توقیر نے اس مختصر رسالہ میں کر دیا اور جس کا فیصلہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے فیصلہ ہفت مسئلہ میں کر دیا۔ باقی رہا اعراس میں امورِ غیر شرعیہ کا کہیں کہیں جاہلوں ناواقفوں کی جانب سے پایا جانا تو اولاً یہ حرکات ناواقف عوام الناس کی ہیں اور عوام کالانعام مشہور تو ان کے کسی فعل کو درمیان میں لا کر عرس کے بدعت ہونے کا ایک عام حکم لگا دینا دیانت و حق پرستی کے خلاف ہے۔ ہاں صاحب الرائے جانتا ہے کہ اگر کہیں کسی وقت کوئی غیر شرعی امر لاحق و عارض ہو جائے تو اس سے نفس کشی مستحسن قبیح نہیں ہو سکتی۔ ۱۲ محمد خلیل عفی عنہ

اور یہ فقیر قادری برکاتی عرض کرتا ہے کہ اکابر کرام کی ان تصریحات کے بعد بھی عرس زیارتِ قبور سے عوام و خواص کو روکنے کے لئے اس سماع کو حیلہ بنانا محض ضد و نفسانیت پر مبنی ہے کہ جہال عوام کے افعال کو سند بنانا کسی سفیہ غیر فقیہہ کا کام ہے مگر وہابیہ کو اسی کا التزام ہے۔

۱۲ محمد خلیل عفی عنہ

☆☆☆☆☆☆
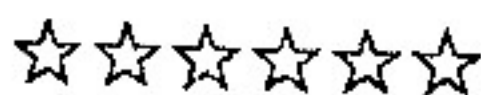
تذکرہ

تالیف

ابوتراب علامہ

ناصر الدین ناصر مدنی

باہتمام